۲ر مارچ ۱۹۹۲ء

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

○ کفالت عامہ کا جو انتظام اسلام نے کیا' وہ مثالی ہے۔
○ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی تائید میں شائستہ مظاہرے
○ بی بی ... بنام ... بابا۔ مقدمے کا فیصلہ کب تک ہو گا؟

مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال :

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

"اِنَّ اللہ زَوٰی لِی الاَرضَ

فَرأَیتُ مَشارِقَھا وَمَغارِبَھا،

وَاِنَّ اُمَّتِی سَیَبلُغُ مُلکُھَا مازُوِیَ لِی مِنھَا۔"

(رواہ مسلم والترمذی وابوداود وابن ماجہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا، چنانچہ میں نے اس کے تمام مشارق و مغارب دیکھے۔ اور یقیناً میری اُمت کا اقتدار وہاں تک پہنچے گا جہاں تک زمین کو میرے لیے لپیٹا گیا!" (یعنی اہل اسلام کا اقتدار کرۂ ارض کے کونے کونے پر قائم ہو گا۔)

اہل علم کے لئے ایک نادر موقع

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی دعوت پر

مشہور برطانوی نو مسلم سکالر چارلس گائی ایٹن کی لاہور آمد

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر انتظام سال رواں کے لئے محاضرات قرآنی ' مرکزی انجمن کے قرآن آڈیٹوریم (اتاترک بلاک' گارڈن ٹاؤن لاہور) میں ۲۸ر فروری تا یکم مارچ منعقد ہوں گے۔ چار روزہ محاضرات میں انگلستان سے خصوصی دعوت پر بلائے گئے مشہور سکالر جناب گائی ایٹن (حسن عبدالحکیم) خطاب فرمائیں گے ۔ آپ کے خطابات "اسلام اور دور حاضر کے تقاضے" کے موضوع پر ہوں گے۔ گائی ایٹن کی پیدائش سوئٹزر لینڈ اور تعلیم انگلستان کی مشہور کیمرج یونیورسٹی میں ہوئی ۔ کئی سال تک آپ نے جرنلسٹ کی حیثیت سے جیکا اور مصر میں کام کیا اور بعد ازاں انگلستان کے سفارتی محکمے میں ملازمت کے سلسلے میں انڈیا' افریقہ اور جزائر عرب الہند میں قیام کیا۔ اس محکمے سے آپ نے ۵۵ سال کی عمر میں ریٹائرمنٹ لی ۔ ایک ادبی کتاب کے علاوہ مذہبی اور فلسفیانہ موضوع پر آپ نے دو کتابیں تحریر کی ہیں ۔ جن میں سے ایک کا اردو ترجمہ "اسلام اور تقدیر انسانی" کے عنوان سے ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے شائع کیا ہے ۔ آپ آج کل لندن سے شائع ہونے والے اسلامی جریدے "اسلامک کواٹرلی" کے ایڈیٹوریل ایڈوائزر کے طور پر کام کررہے ہیں ۔ مرکزی انجمن خدام القرآن ان محاضرات کی نشستوں کی صدارت کے لئے ملک کے نامور اہل علم حضرات کو دعوت دے گی

رمضان المبارک میں دورہ ترجمہ قرآن

احباب مطلع رہیں کہ اس سال رمضان المبارک میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نماز تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ قرآن ان شاء اللہ العزیز قرآن اکیڈمی ملتان میں کروائیں گے۔ ہمہ وقتی شرکت کے خواہش مند حضرات انجمن خدام القرآن پنجاب ۲۵ر آفیسرز کالونی نزد چونگی نمبر۹ ملتان کے پتے پر رابطہ فرمائیں ۔ فون : ۳۰۴۵۱

کل پاکستان

تحریک خلافت کنونشن

تحریک خلافت پاکستان کے تنظیمی اور دیگر اہم امور کی انجام دہی کے ضمن میں پہلا کل پاکستان کنونشن ان شاء اللہ العزیز ۳ر مارچ ۱۹۹۲ء بروز منگل ۱۱ بجے دن البدر ہوٹل ۔ کمیٹی چوک راولپنڈی میں منعقد ہوگا۔

معاونین تحریک خلافت پورے جوش و جذبے اور پابندی وقت کے ساتھ شرکت فرمائیں۔

ناظم تحریک خلافت

خلافت بلڈنگ ۴ر اے مزنگ روڈ لاہور پاکستان

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریکِ خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ **ندائے خلافت** لاہور

جلد ۱ شمارہ ۶

۲۵ر فروری تا ۲ر مارچ ۱۹۹۲ء

مدیر

اقتدار احمد

معاون مدیر

حافظ عاکف سعید

یکے از مطبوعات

تنظیمِ اسلامی

مرکزی دفتر: ۶۷۔اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور

مقامِ اشاعت

۳۶۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: ۸۵۶۰۰۳

پبلشر: اقتدار احمد ، طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ، لاہور

قیمت فی پرچہ -/۳ روپے

سالانہ زرِ تعاون (اندرونِ پاکستان) -/۱۲۰ روپے

زرِ تعاون برائے بیرونِ پاکستان

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت ——— ۱۶ر امریکی ڈالر
مسقط، عمان، بنگلہ دیش ——— ۱۲ر " "
افریقہ، ایشیا، یورپ ——— ۱۷ر " "
شمالی امریکہ، آسٹریلیا ——— ۲۰ر " "

افتتاحیہ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ

خدا کی قدرت' ایک بچھڑا ہوا بھائی نور سلطان نذر بائیو(ف؟) آج میرے گھر آیا ہے۔ کبھی میں اس کو' کبھی اپنے گھر کو دیکھتا ہوں۔ اس کے رخِ روشن کو سات عشروں کے ماہ و سال نے سنولا دیا ہے' کوئی اور ہوتا تو اسے پہچان بھی نہ پاتا لیکن میرے دل کے آئینے میں تو اس کی تصویر لگی رہی ہے' جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی۔ آنکھوں نے دھوکہ نہ کھایا' کھایا بھی ہوتا تو دل کی گواہی کیا کم معتبر تھی!—— بھائی نور سلطان! اہلاً و سہلاً مرحبا۔

یہ پڑوس میں تم کیا کہہ کر آئے ہو؟۔ "ہم کسی بنیاد پرست اسلامی بلاک میں شامل نہ ہوں گے" اور یہ کہ "ہم بھی بھارت کی طرح سیکولر ریاست بنانا پسند کریں گے" اور ہاں یہ بھی تو کہ "مذہب کو سیاست سے الگ رکھا جائے گا"۔ کاش میں یہ دعویٰ کر سکتا کہ یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی' میرے مسلمان بھائی کی زبان پر ایسی باتیں کیسے آ سکتی تھیں!۔ لیکن افسوس کہ یہ بہت تلخ ہی سہی' بہر حال حقیقت ہے کہ تم اپنی شناخت بھول چکے ہو۔ تمہیں تو یہ بھی یاد نہیں رہا کہ اسلام جس کے ناتے ہم تم مسلمان کہلاتے ہیں' مذہب نہیں' دین ہے اور جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

تمہیں تو غیروں کے جبرِ استبداد نے اس حال کو پہنچایا ہے۔ گلا تو گھونٹ دیا اہلِ روسیا نے ترا کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ۔ میں خود بھی تو اپنا سبق بھلائے بیٹھا ہوں اور پچھلے چوالیس سال اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آزاد و خود مختار شہری ہونے کے باوجود اب تک بے مقصدی کی انہی طلسمی بھول بھلیوں میں ٹاک ٹوئیاں مار رہا ہوں جن میں سامراجی مجھے دھکیل گئے تھے۔ پاکستان کا مطلب کیا' لا الہ الا اللہ کے فلک شگاف نعرے لگانے کے بعد میرا گلا جو بیٹھا تو آج تک سازِ خاموش ہوں' بولتا بھی ہوں تو آواز میں عزم و ارادے کی گھن گرج نہیں ہوتی۔ تم نے بھی مرکزیت کا بت تو پاش پاش کر دیا لیکن اس کے طلسم کی قید سے نکلنے میں ابھی بہت وقت لگے گا۔ نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا' نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا' میں ہلاکِ جادوئے سامری' تو قتیلِ شیوہ آزری۔

بھائی نور سلطان! میں مفتی ہوں نہ فقیہ' تمہیں فتوے کے کسی تیر سے گھائل نہیں کروں گا۔ میرا شمار اللہ والوں میں ہوتا ہے لیکن اپنے حال سے بے خبر نہیں ہوں۔ متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی۔ مجھے بھی اسی دانشِ نورانی کی ضرورت ہے جس سے تم محروم کر دیئے گئے۔ کاش میں وہ سبق تمہیں پڑھا سکتا جو خود بھولے بیٹھا ہوں۔ آؤ دونوں مل کر پھر وہی سبق پڑھیں ... پڑھ اپنے رب کے نام سے ...

الہدیٰ

سورۃ البقرہ

(آیات ۸۷'۸۸)

ترجمانی : حافظ عاکف سعید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے درپے رسول بھیجے اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو کھلی کھلی نشانیاں عطا کیں اور اس کی تائید کی روح القدس سے'

(کہ اس عہد کی برابر یاد دہانی اور تذکیر کے لئے جس کا تفصیلی ذکر آیات ماقبل میں گزر چکا ہے' اللہ تعالیٰ نے یہ اہتمام فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا کرنے کے بعد بنی اسرائیل کی طرف پے درپے انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا۔ یہود پر اللہ کا یہ خصوصی فضل اور انعام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک مسلسل جاری رہا۔ یعنی قریباً چودہ صدیوں تک نبوت و رسالت کی سنہری زنجیر کہیں ٹوٹنے نہیں پائی۔ بنی اسرائیل میں مبعوث ہونے والے آخری رسول حضرت عیسیٰؑ ابن مریم تھے جنہیں اللہ نے عظیم ترین حسی معجزات عطا فرمائے۔ ان معجزات کا ظہور اللہ کے اِذن سے ہوتا تھا جس نے روح القدس یعنی حضرت جبرئیل کو حضرت عیسیٰؑ کی تائید کے لئے مامور کیا تھا' یہ کسی بد روح یا شیطانی قوت کی کرشمہ سازی ہرگز نہیں تھی!)

تو کیا جب بھی کبھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ باتیں لے کر آئے جو تمہارے جی کو نہیں بھاتیں تو تم تکبّر کرنے لگتے ہو؟ سو ایک فریق کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو تم قتل کرتے رہے○

(لیکن اللہ کے اس فضل اور انعام کے جواب میں یہود نے بحیثیتِ مجموعی ناشکرے پن کا ثبوت دیا اور احسان فراموشی کی روش اختیار کئے رکھی۔ رسولوں کی تعلیمات میں سے جو باتیں انہیں اپنی خواہشاتِ نفس کے خلاف معلوم ہوئیں ان کی ڈھٹائی کے ساتھ خلاف ورزی کرتے رہے۔ نبیوں اور رسولوں میں سے بعض کی انہوں نے برملا تکذیب کی جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ انہوں نے معاملہ کیا اور بعض جلیل القدر پیغمبروں کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کا خون انہی یہودیوں کی گردن پر ہے)

اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہے' بلکہ ان پر لعنت کی ہے اللہ نے ان کے کفر کے سبب' تو شاذو نادر ہی وہ ایمان لائیں گے○

(یہود بڑے متکبرانہ انداز میں یہ کہتے تھے کہ ہمارے دل غلافوں کے اندر محفوظ ہیں۔ مسلمانوں اور ان کے پیغمبر کی باتیں ہمارے دلوں میں نہیں اتر سکتیں۔ جواباً فرمایا گیا کہ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے کفر' ضد اور ہٹ دھرمی کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی ہے۔ اِس وجہ سے یہ اب دینِ حق کو پہچان کر اسے قبول کرنے کی صلاحیت ہی سے محروم ہوگئے ہیں!)

جوامع الکلم

بے شک اللہ تعالیٰ غیوّر ہے' اور اس کی غیرت اُس وقت جوش میں آتی ہے جب کوئی انسان کسی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہو۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم بروایت حضرت ابوہریرہؓ)

(حرام کا ارتکاب کرنا در حقیقت اللہ کی غیرت کو للکارنے کے مترادف ہے اور اگر کوئی پوری قوم ہی اللہ کی معیّن کردہ حدود کو پامال کرنے اور حرام خوری پر اتر آئے' جیسے کہ فی الوقت اہلِ پاکستان سود خوری کی لعنت میں گرفتار ہیں' تو اس قوم کا انجام معلوم!)

بچے شام کو پوچھتے ہیں۔ "ممی! ہمارے ڈیڈی گھر کیوں نہیں آتے؟"

باسط بی۔ اے

بی بی ... بنام ... بابا

آئی جے آئی حکومت کی کارکردگی نے جناب صدر کا مقدمہ کمزور کیا ہے

اے پی سی (آل پارٹیز کانفرنس) کا "لانگ مارچ" جنوبی پنجاب میں چند بڑے جلسے کر کے ذرا سستا رہا ہے یعنی آگے چلیں گے دم لے کر۔ اے پی سی میں شامل اکثر جماعتوں کا شمار برائے وزن بیت ہے ورنہ دراصل یہ معرکہ آرائی حکومت اور پیپلزپارٹی کے مابین ہے۔ نوابزادہ نصراللہ خان صدارتی الیکشن ہار کر پی پی کے مقابل صف آرا ہوگئے تھے لیکن دیا رنج جب بتوں نے یعنی آئی جے آئی نے بھی ان کی قدر نہ جانی اور بے نظیر حکومت کے دھڑن تختے کے بعد ہونے والے عام انتخابات میں قومی اسمبلی میں ان کی اپنی نشست بھی "دھاندلی" کی نذر ہوگئی تو "بے کار مباش کچھ کیا کر" کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے اپوزیشن کو متحد کرنے کی ٹھانی۔ گنتی پوری کرنے کو تو کئی پارٹیاں ان کے ہاتھ آگئی تھیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی پارلیمنٹ میں نمائندگی حاصل نہیں چنانچہ اے پی سی پیپلزپارٹی کے بغیر ایک ایسی بارات تھی جس میں دولہا نہ ہو۔ پیپلزپارٹی کی شریک چیئرپرسن بے نظیر صاحبہ ان دنوں وزیراعظم نواز شریف کے ساتھ مذاکرات کے بارے میں کچھ پر امید تھیں اور اے پی سی میں ان کی شمولیت نیمے دروں نیمے بروں رہی جس کا مطلب یہ تھا کہ مدعی سست اور گواہ چست ہے۔ بایں ہمہ نوابزادہ صاحب نے ہمت نہ ہاری اور آخر ان کی مراد بر آئی۔ بے نظیر وزیراعظم سے بظاہر مایوس ہوگئیں اور یوں اے پی سی میں ان کی قدمے اور سخنے شرکت نے گرمئی بازار پیدا کر دی ہے۔

بے نظیر صاحبہ تو ڈنکے کی چوٹ یہ بات کہتی ہیں لیکن قرائن کی شہادت بھی یہی ہے کہ پی پی یعنی اپوزیشن کے اصل حریف خود صدر مملکت جناب غلام اسحٰق خان ہیں۔ جناب صدر ملک خداداد کے سب سے خرانٹ بیوروکریٹ ہیں اور انہوں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا۔ پچھلی کئی حکومتوں میں وہ اعلیٰ سطحی فیصلوں میں شریک رہے ہیں اور اس اعتبار سے وہ رازہائے درون پردہ کے سب سے بڑھ کر آشنا ہیں پی پی کو سندھ میں اور خود بے نظیر صاحبہ کو ذاتی طور پر سب سے زیادہ زک پہنچانے میں جناب صدر کا بلا واسطہ حصہ اب ایک ظن نہیں رہا بلکہ امر واقعہ کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کیونکہ سندھ کے وزیراعلیٰ جام صادق صاحب .... وہ ان دنوں صاحب فراش ہیں' خدا خیر کرے.... اور صدر کے داماد عرفان اللہ مروت جنہوں نے مل جل کر پی پی اور بی بی کا ناطقہ بند کیا' آسمان پر خدا کو جانتے اور زمین پر صرف صدر غلام اسحٰق کو مانتے ہیں۔ تنگ آمد بجنگ آمد' بی بی اب خم ٹھونک کر بابا کے مقابل آکھڑی ہوئی ہیں اور سچ پوچھئے تو عوامی ہمدردی کی لہر ان دنوں بی بی کے قدموں میں لوٹتی نظر آتی ہے اور اس کا جواز بھی نظر آنے لگا ہے۔

صدر مملکت نے بے نظیر حکومت پر بھرپور وار کیا تھا جس کے نتیجے میں وہ ایوان اقتدار پر حسرت کی نظر کرنے پر مجبور ہوگئیں تاہم اپنے اس اقدام کے دفاع میں جو حصار انہوں نے ریفرنسوں کی شکل میں کھڑا کیا تھا' اس کی فصیل ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ گزرنے تک بھی تا حال اٹھائی نہیں جاسکی۔ بے نظیر صاحبہ کے خلاف بے شمار ریفرنسوں میں سے کسی ایک پر بھی آج تک کوئی فیصلہ نہیں آسکا اور اس معاملے میں ہمارے سب سے زیادہ تجربہ کار اور چابک دست بیوروکریٹ کی منصوبہ بندی چوپٹ ہو کر رہ گئی ہے۔ دوسری طرف ان کی آشیرباد سے برسراقتدار آنے والا گروہ بھی اپنی شکست کی آواز بنتا جارہا ہے۔ آئی جے آئی کی حکومت جسے اب اس اتحاد میں شامل اکثر بلکہ مسلم لیگ کے سوا سب جماعتیں مسلم لیگ کی حکومت یا پھر نواز شریف کی حکومت قرار دیتی ہیں' اپنے بعض "کارناموں" کی شہرت میں پی پی کی حکومت کی "نیک نامی" کو بھی پیچھے چھوڑ گئی ہے۔ سکینڈل اور بالخصوص مالیاتی سکینڈل روز مرہ بلکہ محاورہ بنتے جارہے ہیں۔ ان کے بارے میں عام لوگ سرگوشیوں میں ہی بات کرسکتے ہیں اور کئی سنگین الزامات کو بھی افواہیں قرار دیا جائے تب بھی جن حالات کو لوگ خود بھگت رہے ہیں' انہیں تو وہم نہیں قرار دیا جاسکتا۔ امن و امان کی غیر یقینی کیفیت' مہنگائی کا اوپر اٹھتا ہوا گراف اور بے روزگاری کے بڑھتے اندیشے تو عوام کے مسائل ہیں۔ یہ سب جوں کے توں رہیں بلکہ روز افزوں ہوں تو بے نظیر کا کون سا عیب' عیب رہ جائے گا اور آئی جے آئی کے کس ہنر کو ہنر کہا جاسکے گا۔

پھر جو الزامات آئی جے آئی کی زبردست پراپیگنڈہ مہم نے بے نظیر حکومت پر لگا کر اسے عوام کی ہمدردی سے محروم کیا تھا' وہ اب خود آئی جے آئی کی حکومت پر زیادہ صادق آنے لگے ہیں۔ اسلام دشمنی کا الزام منبر و محراب سے موجودہ حکومت پر زیادہ زور و شور سے دھرا جارہا ہے' جہاد افغانستان کے سلسلے میں بے نظیر صاحبہ پر اتنی لے دے نہیں ہوئی تھی جتنی اسے سبوتاژ کرنے کی ذمہ داری نواز شریف صاحب کے سر ڈالی جارہی ہے .... حد یہ کہ جنرل حمید گل کو پچھلی مطعون حکومت نے آئی ایس آئی کی سربراہی سے ہی ہٹایا

تھا ' ایک کور کی کمان تو دی جبکہ موجودہ حکومت نے فوج سے ان کا پتہ ہی چاک کردیا..... جوہری توانائی کے پروگرام پر بے نظیر کو قوم سے غداری تک کا مرتکب قرار دیا گیا تھا لیکن امریکہ کے دباؤ کے تحت اب اس کی بساط لپیٹنے کی جو باتیں سننے میں آرہی ہیں ان پر بے نظیر صاحبہ بھی طعنے دینے کی پوزیشن میں آگئی ہیں ' بے نظیر کے کشمیر کے سوال پر راجیو گاندھی کے جواب کو مسکرا کر ٹالنے پر لال پیلے ہونے والے نواز شریف صاحب کی زبان سے نکلنے والی یہ بات اب لوگ اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ "نرسمہا راؤ بڑے پیارے آدمی ہیں" اور ٹیلی ویژن پر انہیں کشمیر پر غاصبانہ قبضے کو اپنا حق کہنے والے سے گرم جوشی کے ساتھ بغل گیر ہوتے دیکھتے ہیں تو ظاہر ہے کہ بے نظیر صاحبہ کا قصور لوگ معاف نہ کریں تو کیا کریں۔

عورت ذات ویسے ہی ہمدردی کی مستحق ہوتی ہے۔ بے نظیر صاحبہ نے حال ہی میں قومی اسمبلی کے فلور پر صدر مملکت کے سالانہ خطاب پر بحث میں اپنا حق استعمال کرتے ہوئے جو تقریر کی ' اس کے آخری حصے نے اخبار پڑھنے والوں کے دل ہلا کر رکھ دئے۔ انہوں نے اپنی آواز پست کرتے ہوئے ایک خاص انداز میں جناب سپیکر کو مخاطب کرکے جب اس بیوی کے کرب کا ذکر کیا جس کا شوہر "ناکردہ گناہ کی پاداش میں" غیر معینہ عرصے کے لئے جیل میں ڈال دیا گیا ہے اور اس ماں کی بپتا سنائی جس کے بچوں کا مستقبل غیر محفوظ ہے اور جسے ہر شام ان کے اس سوال کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ "ممی! ڈیڈی گھر کیوں نہیں آتے" تو ایوان میں بہت سی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی۔

حالات کی یہ ایک دھندلی سی تصویر ہے جو روز بروز واضح تر ہوتی جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ ملک کے عوام کی خاموش اکثریت کی ہمدردیاں غیر محسوس طور پر بے نظیر صاحبہ کا طواف کرنے لگیں گی جو حزب اختلاف کی واحد علامت ہیں جس کا مطلب یہ ہوگا کہ میاں محمد نواز شریف صاحب کی حکومت اور خاص طور پر صدر مملکت کی ذات گرامی مقبولیت اور احترام کی اس مسند پر رونق افروز نہ رہ سکیں گی جس پر آئی جے آئی کے "تقدس" نے انہیں لا بٹھایا تھا۔ وہی آئی جے آئی جسے دینی جماعتوں اور "اسلام پسندوں" نے پاکستان میں اسلام کی آخری امید اور ملک کی سلامتی کے حق میں "آخری چٹان" قرار دیا تھا۔

یہ الگ بات ہے کہ جنرل حمید گل کی قبل از وقت ریٹائرمنٹ نے یہ راز بھی فاش کردیا ہے کہ بھان متی کے اس کنبے کو آئی جے آئی کی شکل میں جوڑنا اسلام پر جان چھڑکنے والے ہمارے قابل احترام سیاست دانوں کا نہیں بلکہ ہمارے اسی شاہین صفت جرنیل کا کام تھا۔

بدلتے ہوئے عالمی منظر نے نواز شریف حکومت کو جس ابتلا میں ڈال دیا ہے اس سے کامیابی کے ساتھ گزر جانے کی صلاحیت ان میں نظر نہیں آتی۔ صنعت و تجارت کے میدان میں البتہ انہوں نے اپنے مخصوص کاروباری پس منظر سے استفادہ کرتے ہوئے کچھ تکے چھوڑے ہیں جو نشانے پر بیٹھ گئے تو تیر کہلائیں گے جس کی بارے میں جہاندیدہ لوگ زیادہ پر امید نہیں۔ خدا لگتی بات بہر حال یہ ہے کہ ہمارے معاملات اتنے کم الجھے ہوئے نہیں ہیں جو آسانی سے سلجھائے جاسکیں۔ وزیراعظم محمد نواز شریف اپنی تقاریر میں ان شاء اللہ اور "خدا کے فضل و کرم سے" کو تکیہ کلام کی طرح استعمال کرتے ہیں لیکن کیا اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت انہیں اس صورت میں بھی حاصل رہے گی جو سامنے آرہی ہے کہ رب کریم کے غضب کو بھڑکانے والی سب حرکات ان کی ناک تلے شب و روز کی جاری ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت کے تاریخ ساز اور مبسوط و مدلل فیصلے کے بعد سودی لین دین کو کسی نہ کسی شکل میں جاری رکھنے کی کوششوں کو ان کی حمایت حاصل نہ ہوتی تو اب تک اس فیصلے پر عمل درآمد کے کچھ نہ کچھ آثار ضرور نظر آتے جبکہ اس کے برعکس ان کے ترجمان وفاقی وزیر مملکت سردار آصف احمد علی سود کی پشت پناہی میں خم ٹھونک کر میدان میں اتر آئے ہیں۔ یہ صاحب اس بار اسلام کی علمبردار آئی جے آئی کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر قومی اسمبلی میں پہنچے ہیں تو پچھلے عام انتخابات میں پیپلزپارٹی کے ٹکٹ پر شکست سے دوچار ہوئے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کا اپنا کوئی مستقل نظریہ نہیں ' نظریہ ضرورت کے تحت ہی یہ نا مسعود کام انہوں نے اپنے ذمے لیا ہے۔ ویسے سود کے لین دین میں مذہبی پس منظر رکھنے والے اور صوم و صلوۃ کے پابند میاں نواز شریف کے لئے بھی کوئی بری بات نہیں۔ پچھلے دنوں جب ان کے خاندان پر دن دونی رات چوگنی ترقی کرنے اور کارخانوں پر کارخانے لگائے چلے جانے کا فقرہ چست کیا گیا تو شریف خاندان کے ترجمانوں نے بڑے طمطراق سے یہ جوابی بیانات داغے تھے کہ ہاں ہم نے اربوں کے قرضے لے کر صنعتیں لگائی ہیں تو کیا کروڑوں میں ان قرضوں کا سود ادا نہیں کیا؟۔

بین الاقوامی حالات کے جبر نے وزیراعظم محمد نواز شریف کی حکومت کو افغانستان' کشمیر' ایٹمی توانائی اور امریکی اثرات سے آزادی جیسے معاملات میں آئی جے آئی کے شہرہ آفاق منشور سے عملی روگردانی کے مقام پر لا کھڑا کیا ہے بلکہ بات اس سے بھی کہیں آگے نکل گئی جب اسرائیل کو تسلیم کرلینے کا "فیلر" چھوڑا گیا۔ گویا زمینی حقائق کو بدل کر رکھ دینے کا عزم و حوصلہ پیدا کرنے کی بجائے عملیت پسندی پر انحصار کیا جارہا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے برعکس طرز عمل اپنانے کے لئے جس جرات رندانہ کی ضرورت ہوتی ہے وہ پیدا ہو تو کیسے جب ہم نے اپنے آپ پر اعتماد کرنا سیکھا نہ اللہ پر بھروسہ کرنے کی شرائط پوری کیں اور سچ ہے کہ اس کوتاہی کے لئے تنہا حکومت کو مطعون کرنا قرین انصاف نہیں ' قوم بحیثیت مجموعی اس قصور میں برابر کی شریک ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ جلد یا بدیر ' اپنی خوشی سے یا غیروں کی رضا جوئی میں پاکستان کو وہ کردار قبول کرنا ہی پڑے گا جو "نیو ورلڈ آرڈر" میں امریکہ نے ہمارے لئے تجویز کیا ہے۔ اسی کی تیاری ہورہی ہے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت مسلمانان پاکستان کے لئے نجات کی کوئی راہ نکال دے جو اس نے قبل ازیں کئی موقعوں پر ہمارے لئے اپنی خصوصی رحمت سے نکالی۔

یہ منظرنامہ بھی ہرگز خوشگوار نہیں تاہم ایک خیال جو متعدد تجربات کے بعد امرواقعہ بن چکا ہے ' غیرت قومی پر بدستور تازیانہ ہے کہ ہماری حکومتوں کے عزل و نصب کے فیصلے بھی کہیں اور ہوتے ہیں۔ ہمہ مقتدر صدر مرحوم ضیاء الحق کے بعد سے اقتدار کی ہمارے یہاں جو مثلث بنی ہے اس کے ایک ایک کونے کا تعین امریکہ کے ہاتھ میں ہے اور اڑتی سی خبر ہے کہ ملاء اعلیٰ میں چوٹی پر واقع زاویے کو بدلنے کا فیصلہ ہوچکا ہے۔ بی بی نے بابا کو قبول تو ۶ر اگست ۱۹۹۰ء کے بعد سے ایک دن کے لئے بھی نہیں کیا لیکن اب جو وہ بر سرعام انہیں للکار رہی ہیں اور "بابا' بابا الوداع" کا نعرہ اے پی سی کے جلسوں میں ان کی تقریروں میں

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

نفاذ اسلام کے لئے محض ایک آئینی ترمیم درکار ہے۔

شریعت بل . . . ایک سعی لاحاصل

نفی کے ساتھ اثبات بھی تو لازم تھا

سید معین الدین ایڈووکیٹ

سید معین الدین صاحب لاہور کے ایک سینئر ایڈووکیٹ ہیں اور مرحوم جنرل ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ کے بھی رکن رہے۔ ان کا گرامی نامہ پچھلے شمارے میں شائع ہوچکا ہے جس میں انہوں نے داعی تحریک خلافت پاکستان کے پیش کردہ خلافت کے خدو خال سے سَو فی صد اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے اطلاع دی تھی کہ وہ تحریک کے معاونین میں باضابطہ شامل ہوگئے ہیں--- (ادارہ)

وزیر اعظم نواز شریف نے شریعت بل اور دوسرے فلاحی اقدامات کے متعلق ۱۰ راپریل کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

"حیرت کی بات ہے کہ ایک واضح نظریے کے تحت ملک قائم کرلینے کے بعد ہم اسکی نظریاتی بنیادیں تیار نہ کرسکے۔ اسلام نے پاکستان بنایا۔ پاکستان نے اپنے آئین بنائے۔ لیکن آئین میں اسلام نہیں آیا۔"

پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے لئے جس قانونی اور عملی خاکے اور پروگرام کا اعلان کیا گیا' اس کی کوئی جھلک دیکھنے کے لئے ہمیں پارلیمنٹ میں موجودہ شریعت بل پر نگاہ دوڑانی پڑے گی۔

شریعت بل جو قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا' اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک آئینی و دستوری حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن یہ بل دستور سازی کی معروف تعریف میں بھی نہیں آتا بلکہ زیادہ سے زیادہ ذیلی قانون سازی یعنی ضابطوں کے اطلاق کا نوٹیفکیشن معلوم ہوتا ہے۔ اس بل میں شریعت اسلامی کے عملی نفاذ کے انتظام اور ذمہ داری کا قطعی تعین نہیں کیا گیا۔ جہاں تک شریعت اسلامی کا تعلق ہے' اس بل کی عدم موجودگی اور اطلاق کے بغیر بھی اسلامیان پاکستان اپنی نجی و اجتماعی زندگی میں قرآن و سنت کے احکامات کے پابند رہ سکتے ہیں اور عمل پیرا بھی۔ مسلمانان پاکستان کو شریعت اسلامی کی پابندی کے لئے کسی شریعت بل کی ضرورت نہ کبھی تھی اور نہ آج ہے۔ وہ شریعت پر جیسے کچھ عمل پیرا ہیں' آئندہ بھی رہیں گے۔

مسلمانان برصغیر انگریز کے دور حکومت میں بھی اپنے تئیں قرآن و سنت پر عمل پیرا تھے اور آج بھی ہیں۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسی ضرورت ہے یا وہ کونسا عنصر ہے جسے اسلامی شریعت کا پابند اور احکامات شرعیہ پر کاربند کرنا پڑیگا جسے قانونی جبر کے بغیر شریعت اسلامی کا اطاعت گذار نہیں بنایا جاسکتا۔ یا وہ کونسا طاقت ور گروہ ہے جسے شریعت اسلامی کی لگام دینی پڑیگی۔ احکامات شرعیہ کے اطلاق کی قانون سازی کی نوعیت اسی ایک سوال کے جواب پر منحصر ہے۔

یہ بات تو پہلے بھی پاکستان کے آئین میں موجود ہے کہ یہاں کوئی قانون قرآن و سنت کے منافی نہیں بنایا جاسکتا اور آئین کی اسلامی دفعات کے تحت شریعت اسلامی سے متصادم یا متعارض قوانین کی اصلاح کا عمل وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں کی روشنی میں جاری ہے۔ اسلامی قوانین بھی نافذ کئے جارہے ہیں۔ اور یہ ایک قابل تحسین کارنامہ ہے لیکن اس تمام جدوجہد کا مقصد منفی تحفظات کی یقین دہانی سے زیادہ کچھ نہیں۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے۔ مزید کسی تحفظ کی ضرورت نہیں۔ ہاں' اسلام میں پورے پورے داخل ہوجانے کے لئے نظام اسلام کا مکمل نفاذ اپنی جزیات و تقاضوں سمیت لازمی ہے۔ اس کے لئے شرط اول ہیئت حاکم کا ذہنا اور عملاً مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اگر ہماری انتظامیہ' عدلیہ' مقننہ اور تمام سرکاری ادارے اس بات کے مکلف اور پابند بنا دئے جائیں کہ وہ اپنے تمام ریاستی' ملکی اور انتظامی امور میں قرآن و سنت کے احکامات کے پابند رہیں تو شریعت کا عملاً نفاذ عمل میں آجائیگا ورنہ موجودہ منفی تحفظات کے تحت شریعت کو پس پشت ڈالنے کا چور دروازہ کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔

اس میں یہ اہتمام تو ہے کہ اگر کوئی غیر اسلامی بات نگاہ میں آجائے تو اسے بذریعہ عدالت کالعدم کرایا جاسکتا ہے اور یہ بھی ایک اچھا طریقہ ہے مگر یہ صرف نہی عن المنکر ہے' امر بالمعروف نہیں۔ حالانکہ اولیت امر بالمعروف کو ہے' اور امر بالمعروف کا موجودہ آئین یا موجودہ شریعت بل میں کوئی اہتمام موجود نہیں۔ قانون سازی کا معروف طریق کار یہ ہے کہ امر بالمعروف کا اہتمام کیا جائے یعنی "پہلے (Dos) کا اور پھر (Donts) کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہی طریق کار لا مذہبی قانون سازی میں بھی صدیوں سے مروج ہے۔ اللہ نے قرآن میں جا بجا امر بالمعروف کے اہتمام اور فرمانبرداری کا درس دیا اور تقاضا کیا ہے لیکن ہم امر بالمعروف سے صرف نظر کرکے نہی عن المنکر کے اعلان پر تکیہ کرکے نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ یہ مکمل نفاذ اسلام نہ ہوگا۔

قرآن مجید کی ستاون (۵۷) آیات میں امر بالمعروف کی تاکید آئی ہے۔ اس مثبت پہلو کو کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ دین میں اقرار و تصدیق کا پہلو اولین حیثیت رکھتا ہے اور یہی اصل ایمان ہے صرف تین قرآنی آیات پیش کررہا ہوں جن میں عمومی طور پر امت مسلمہ اور مسلمانوں کی حکومت کو امر بالمعروف کا مکلف اور ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔"(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو" (سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰) "یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیک کام کرنیکا حکم دیں گے۔ اور برے کاموں سے منع کریں گے اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے"(سورۃ

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

مال روڈ ایسے مناظر روز تو نہیں دیکھتا

سُود کے محافظو! اللہ کے غضب سے ڈرو

تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت پاکستان کے باوقار اور منظم مظاہرے کا آنکھوں دیکھا حال

عارف رشید

سہ پہر کے تین بجنے کو ہیں' آج ۲۲ر فروری تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کے زیر اہتمام مظاہرے کا دن ہے۔ ناصر باغ میں خوب چہل پہل ہے' رفقائے تنظیم اسلامی اور معاونین تحریک خلافت کے علاوہ اور بھی بہت سے نئے چہرے موجود ہیں۔ ان میں نوخیز بھی ہیں اور جوان رعنا بھی ..... ادھیڑ عمر بھی ہیں اور بوڑھے بھی .... ان سب کے چہرے اللہ کے دین کی حمیت اور غیرت کے جذبہ سے دمک رہے ہیں اس لئے کہ سود کی حرمت پر وفاقی شرعی عدالت کے بے باک اور ایمان پرور فیصلے کے خلاف حکومت وقت جس لیت و لعل کا مظاہرہ کر رہی ہے' اس کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار آج کے مظاہرے کا موضوع ہے۔

تین بج چکے ہیں' ناصر باغ کے جنوبی گوشے والے گیٹ پر سات آٹھ صد افراد گردن جھکائے امیر مظاہرہ کے حکم کے منتظر ہیں۔ ان میں تنظیم اسلامی کے رفقاء بھی ہیں' معاونین تحریک خلافت بھی اور بہت سے دوسرے حضرات بھی جو اللہ کے دین کے خلاف کھلی جارحیت یعنی سودی نظام کے تحفظ کے خلاف اپنے جذبات کے اظہار کے لئے شریک مظاہرہ ہیں۔ امیر قافلہ ان تمام حضرات کو چار متوازی قطاروں میں تقسیم کرتے ہیں اور مظاہرے کے بارے میں بنیادی ہدایات دیتے ہیں۔ بیسیوں کی تعداد میں ٹی بورڈ (TEE BOARDS) جوان رفقاء کے مضبوط ہاتھوں نے تھامے ہوئے ہیں۔

ناصر باغ کے جنوب میں واقع جناح ہال کے بلند و بالا مینار اور گنبد بھی سر اٹھائے اس مظاہرے کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور شاید باہم سرگوشیوں میں مصروف ہیں کہ اس قدر منظم افراد کہ نہ کوئی ہڑبونگ ہے نہ نعرے بازی! ایسا نظم و ضبط کہ جو آج تک ان کے مشاہدے میں نہیں آیا!.... قطاریں ایسی سیدھی کہ گویا دھاگہ لے کر خط مستقیم کھینچ دیا گیا ہو!.... ٹی بورڈ ایسے متوازی اور یکساں بلندی پر کہ گویا کسی غیر مرئی مقناطیسی قوت نے ان کو ایک ہی اونچائی پر معلق کر رکھا ہوا۔

مظاہرین کے آگے اور پیچھے دو دو حضرات بانسوں پر منڈھے پندرہ فٹ طویل کپڑے کے بینرز اٹھائے ہوئے جن پر درج ذیل الفاظ نقش ہیں:

۱۔ سودی نظام ختم کر کے اللہ اور اس کے رسولؐ سے جاری جنگ بند کرو!

۲۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق سود کا متبادل نظام رائج کیا جائے۔

ٹی بورڈز پر تحریر شدہ نمایاں الفاظ یہ ہیں:

اسلام کے تین دشمن' یہود' ہنود اور سود۔

سودی نظام حقیقتاً یہودی نظام۔

مہنگائی سودی نظام کا تحفہ ہے۔

سودی نظام سے امیر تجوریاں بھرتا ہے اور غریب دو وقت کی روٹی کو ترستا ہے۔

معاشی' سیاسی اور معاشرتی استحکام کے لئے سودی نظام سے نجات ضروری ہے۔

امیر کے حکم پر قافلہ حرکت کرتا ہے' نپے تلے قدموں کے ساتھ کہ عمر رسیدہ حضرات کے لئے دقت نہ ہو۔ گردنوں کو جھکائے رفقاء جن کی زبانیں ذکر الٰہی میں مشغول ہیں' قدم بقدم چل رہے ہیں ..... نگاہیں اگلے ساتھی کی گردن پر مرکوز یا زمین میں پیوست کہ مال روڈ' انار کلی اور ریگل چوک سے گذرتے ہوئے غض بصر کے قرآنی حکم پر بھی عمل ہو سکے اور کج نگاہی کا امکان بھی باقی نہ رہے .... یہ ہیں اللہ کے پیادے' امیر کا حکم ہو تو اپنی گردنوں کو ناموس شریعت پر قربان کر دیں لیکن حکمت کا تقاضا ہے کہ جب تک مناسب قوت فراہم نہ ہو جائے' منکرات اور حرام کے خلاف نفرت کے جذبات کو اپنے دلوں میں پروان چڑھاتے رہیں۔

نغمہ ہے بلبل شوریدہ تیرا خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی

پنجاب یونیورسٹی کے در و دیوار' مال روڈ کے دونوں جانب آراستہ شجر' راہ چلتے لوگ اور تو اور بھنگیوں کی توپ بھی' یہ منظر دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیسا مظاہرہ ہے!! نہ مظاہرین کی ہڑبونگ ہے نہ مقررین کے بلند بانگ دعوے' نہ ٹائروں کا دھواں ہے اور نہ سٹریٹ لائٹس اور دکانوں کے شیشوں کی توڑ پھوڑ' نہ کاروں پر خشت باری ہے' نہ گالیوں کا طوفان بدتمیزی!۔

قافلہ نیلے گنبد کے چوراہے پر پہنچتا ہے تو امیر قافلہ کے حکم پر روک دیا جاتا ہے۔ چند نوجوان برق رفتاری سے تنظیم کی پک اپ کی طرف لپکتے ہیں اور چند ساعتوں کے اندر اندر قریبی پول پر لاؤڈ اسپیکر نصب کر دیتے ہیں۔ ایک اونچا اسٹول ایستادہ کر دیا جاتا ہے جس پر چڑھ کر امیر تنظیم اسلامی لاہور جناب مرزا محمد ایوب بیگ کو خطاب کرنا ہے۔ نیلے گنبد کے سائیکلوں کے بیوپاری حضرات اور راہگذر نہایت توجہ اور انہماک سے خطاب سننے لگتے ہیں۔ یہ وقائع نگار اس بات پر گواہ ہے کہ پولیس فورس کے نوجوان جو قافلے کے آگے اور پیچھے "قافلے کی حفاظت" کے لئے موجود تھے' مرزا ایوب بیگ صاحب کے خطاب کو بہت توجہ سے سن رہے تھے۔ بعضوں کے سر تائید میں ہل بھی رہے تھے لیکن ممکن ہے ان میں سے بہتوں کے اندر یہ کشمکش بپا ہو کہ بات تو یہی درست ہے جو مرزا صاحب کہہ رہے ہیں لیکن ہم تو حکومت کی مشینری کا ایک پرزہ ہیں' اگر ہمیں حکم ہو گا تو ہم ان نورانی چہروں والے

میر کارواں نے خود اپنے قافلے کی قیادت کی۔ امیر تنظیم اسلامی اور داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد پہلی صف میں ہیں۔

غیر روایتی مظاہرین کا طرز عمل بھی مثالی تھا۔

مال روڈ جیسی مصروف سڑک پر ٹریفک کی روانی میں بھی خلل نہ آنے دیا گیا۔

حق کے متوالوں پر لاٹھیاں برسانے سے گریز نہیں کر سکیں گے۔

تقریباً پندرہ منٹ کے خطاب کے بعد قافلہ دوبارہ مال روڈ پر رواں ہوتا ہے۔ وہی نپے تلے قدم' نگاہیں زمیں میں پیوست اور زبانیں ذکر الٰہی سے معمور ... خدا گواہ ہے! جہاد باللسان کے اس مظاہرے میں اگر حکومت کے اشارے پر بلا لحاظ عمر نوجوانوں اور بوڑھوں پر لاٹھیاں برسنے لگیں تو ان میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے گا کہ امیر قافلہ کا یہی حکم ہے۔

ادھر اسمبلی ہال کے سامنے امیر تنظیم اسلامی اور داعی تحریک خلافت جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب قافلے کے اسمبلی ہال پہنچنے کے منتظر ہیں ..... جونہی قافلہ وہاں پہنچتا ہے امیر محترم کی آنکھوں سے اپنے ان ساتھیوں اور مجاہدوں کے لئے پیار اور محبت کے جذبات آنسو بن کر بہنے لگتے ہیں جس کا اعتراف امیر محترم نے مسجد شہداء میں خطاب کے دوران بھی کیا کہ آج اپنے ان ساتھیوں کو انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی شریعت کی بالادستی کے لئے مظاہرہ کرتے دیکھ کر "میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ نکلے!"......

اسمبلی ہال سے قافلہ واپس پلٹتا ہے اور مسجد شہدا کا رخ کرتا ہے' اب اس قافلے کے سالار "امیر محترم" ہیں ۔ قافلے کے آگے آگے امیر محترم کے جلو میں ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور ناظم اعلیٰ تحریک خلافت جناب عبدالرزاق صاحب بھی ہیں۔ امیر محترم کی آمد کے ساتھ ہی رفقائے تنظیم کے چہروں پر محبت اور عقیدت کے جذبات موجزن ہو جاتے ہیں کہ یہی وہ شخص ہے جو انہیں گناہوں کی دلدل اور معصیتوں کے اندھیروں سے نکال کر نور اسلام اور اللہ کے دین کی جانب راغب کرنے کا ذریعہ بنا ہے' اس کا ان پر بڑا احسان ہے کہ دین کی صحیح تعلیمات اور خصوصاً فرائض دینی کا جامع تصور اس شخص کی بدولت ہی ان تک پہنچا ہے۔

قافلہ اپنے امیر محترم کی سرکردگی میں مسجد شہداء پہنچ جاتا ہے' پریس کے بہت سے فوٹوگرافرز موقع پر موجود ہیں جو ذرا دیر توقف کو کہتے ہیں کہ ان لمحات کو اپنے کیمروں میں محفوظ کر لیں ..... ان کی خواہش کا احترام کیا جاتا ہے لیکن ہمیں خوب احساس ہے کہ اپنے کسی دنیوی مطالبے کی غرض

یہ مظاہرہ اسی دن دوسرے شہروں میں بھی ہوا۔ کمیٹی چوک راولپنڈی میں مظاہرے کا منظر

سے چالیس پچاس افراد اگر ٹائروں کے دھوئیں سے فضاء کو مکدر کر کے اور ٹریفک لائٹس توڑ کر اور خوب طوفان بدتمیزی بپا کر کے "کامیاب مظاہرہ" کریں تو اگلے روز اخبارات کے پہلے صفحہ پر اس مظاہرے کی رپورٹ موجود ہوتی ہے لیکن اللہ کے دین سے کھلی بغاوت کے خلاف اگر کوئی مظاہرہ کیا جاتا ہے جس میں شرکاء کی تعداد سات آٹھ صد تک ہو اور انتہاء درجے کا نظم و ضبط اور شائستگی کا مظاہرہ بھی ساتھ ہی ہو تو شاید ہمارے اخبارات کے کسی کونے میں بھی جگہ نہ پا سکے ...... ایں چہ بوا لعجبی است.......!

عصر کی اذان ہو چکی ہے' شرکائے مظاہرہ وضو سے فارغ ہو کر سنتوں میں مصروف ہیں .... مسجد شہدا کا ہال کھچا کھچ بھر چکا ہے۔ باہر چبوترے اور لان میں بھی بہت سے افراد موجود ہیں .... نماز عصر کی ادائیگی کے فوراً بعد امیر تحریک خلافت مسجد کے منبر پر رونق افروز ہوتے ہیں۔ خطبہ مسنونہ کے بعد چالیس منٹ کا خطاب فرماتے ہیں .... ابتدائے خطاب ہی میں مسجد کا ساؤنڈ سسٹم جواب دے جاتا ہے جس کی تلافی امیر محترم اپنی آواز کے VOLUME کو مزید بڑھا کر کرتے ہیں۔ فوری طور پر تنظیم کی پک اپ سے بیٹری لا کر ساؤنڈ سسٹم کو چالو کیا جاتا ہے لیکن امیر محترم کی آواز کی گھن گرج برقرار رہتی ہے۔

مسجد کے میناروں پر استادہ لاؤڈ اسپیکر اپنی پوری گھن گرج کے ساتھ ریگل چوک' ہال روڈ' بیڈن روڈ اور مال روڈ سے گزرنے والے ہر ہر فرد سے مخاطب ہیں کہ خدا کے لئے ہوش میں آؤ! سودی معیشت کو تحفظ دے کر تم لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اعلان جنگ کرنے کا مصداق بن رہے ہو۔ مال روڈ کے فضاؤں میں سورۃ البقرہ کی وہ آیت گونجتی سنائی دیتی ہے کہ

"فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ"

(اگر سود کے لین دین سے باز نہ آؤ گے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ ہے) اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید حاصل نہ ہوئی تو کون ہو گا جو تمہیں ذلت اور رسوائی سے بچا سکے......

ابھی نماز مغرب میں بیس پچیس منٹ باقی ہیں۔ رفقائے تنظیم اسلامی اور معاونین خلافت ساتھیوں کو الوداع کہتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں۔ ان کے قلب شکر خداوندی سے معمور ہیں کہ سود جیسی لعنت کے خلاف مظاہرے میں اپنے جذبات کے اظہار کا موقع ملا اور اس پر بھی کہ یہ مظاہرہ انتہائی نظم و ضبط اور شائستگی کا مظہر تھا۔ ○○

راولپنڈی (نوائے وقت رپورٹ) ممتاز دینی سکالر اور تنظیم اسلامی کے ڈاکٹر اسرار احمد کی اپیل پر ہفتہ کو ملک کے مختلف شہروں میں سود کے خلاف احتجاجی مظاہرے کئے گئے اس سلسلے میں تنظیم اسلامی راولپنڈی اسلام آباد کے زیر اہتمام کمیٹی چوک سے صدر تک سوا دو گھنٹے کا خاموش احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین نے بینر اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر سود کے خلاف نعرے اور مطالبات درج تھے' جلوس کی قیادت تنظیم اسلامی شمالی پنجاب کے ناظم شمس الحق اعوان اور دیگر عہدیداروں نے کی جبکہ تحریک انقلاب اسلام کے رہنما ڈاکٹر محمود الرحمان فیصل نے بھی شرکت کی۔

مظاہرین مری روڈ مریڑ چوک سے ہوتے ہوئے بنک روڈ پر دفتر نوائے وقت کے سامنے پہنچے جہاں شمس الحق اعوان نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت مختلف حیلے بہانوں سے سود کے خاتمے کے بارے میں ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے حالانکہ سودی نظام کو جاری رکھنا اللہ اور رسولؐ سے جنگ کے مترادف ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عملدرآمد کر کے سود کا متبادل نظام اختیار کرے انہوں نے ملکی نظام کو تبدیل کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ سودی اور جاگیرداری نظام ختم کیا جائے اس طرح ملک اور غریبوں میں خوشحالی آئے گی اور ہمیں غیر ملکی امداد کی ضرورت نہیں رہے گی بعد ازاں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شمس الحق اعوان نے کہا کہ تنظیم اسلامی سود کے خاتمے کے بارے میں یادداشت صدر' وزیراعظم اور ارکان پارلیمنٹ کو پیش کرے گی

کفالت عامہ کا جو انتظام اسلام نے کیا وہ مثالی ہے

محنت کی ایسی عظمت کہیں اور کہاں!

۳۱؍ جنوری کو ڈاکٹر اسرار احمد کے جامع القرآن ' ماڈل ٹاؤن میں خطاب جمعہ کا آخری حصہ

ہمارے ملک میں اب وہ مرحلہ آگیا ہے کہ قانونی اور دستوری سطح پر اس حد تک پیش قدمی ہوگئی جس کے بعد دین کا ٹھیک ٹھیک حکم ہمارے سامنے آگیا ہے۔ مثلاً کچھ لوگ بینک کے منافع کو صحیح سمجھتے ہیں لیکن ہمیں وفاقی شرعی عدالت کے فاضل ججوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جنھوں نے کوئی دباؤ قبول کئے بغیر دین کا حکم ہمارے سامنے رکھ دیا۔ یوں ان کا کام ختم ہوگیا اور جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب درست کہتے ہیں کہ عدالت کا کام جتنا تھا' وہ کیا جاچکا ہے کیونکہ عدالت کا کام قانون سازی بہرحال نہیں

حکومت کے لئے کڑی آزمائش

اب حکومت پر جو سخت وقت آپڑا ہے اس میں اسے دعاؤں کی ضرورت ہے اور خود انہیں بھی یہ احساس ہونا چاہیے کہ یہ درحقیقت تاریخ کا ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اگر ہم نے اس کو قبول کر لیا اور اس کا سامنا کرنے میں کامیاب رہے تو نوع انسانی کی ایک اہم ضرورت پوری ہوجائے گی۔

کیا سرمایہ دارانہ معیشت ہی واحد اقتصادی نظام ہے؟ ہرگز نہیں' یہ تو بڑا ظالمانہ نظام ہے۔ امریکہ میں جا کر دیکھیں تب پتہ چلتا ہے کہ اس میں کیسا اندھیر ہے وہاں اجتماعی تہ خانے (Ghettos) بھی ہیں جہاں لوگ غیر انسانی زندگی گزارتے ہیں اور ایسے ارب پتی بھی موجود ہیں جو چالیس چالیس ارب ڈالر کا ایک ایک چیک بھی لکھ سکتے ہیں۔ پھر ساری سیاست بھی انہی امیر لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔

وہاں کا عام آدمی سود کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ اسے دھوکہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنی رہائش کے لئے اتنا بڑا محل لے لیا ہے لیکن وہ محل سود پر ہے۔ ساری عمر اپنی ہڈیوں کے گودے کو پانی کرتا ہے تب کہیں جا کر اس کی ملکیت حاصل ہوتی ہے۔ بڑی سے بڑی کار بھی ادھار (Credit) پر ہے لیکن ایک بار ادھار کے اس جال میں پھنس کر نکلنا ناممکن ہوجاتا ہے۔ عام آدمی گدھے کی طرح کام کرتا ہے کیونکہ اگر ایک بھی قسط وقت پر نہیں گئی تو کار واپس' پہلے جو پیسے دیئے تھے وہ ضبط۔ ساری جان توڑ مشقت کا فائدہ بنکاروں کو جاتا ہے جو سب یہودی ہیں۔ یہ نظام اشرف المخلوقات انسان کے دامن پر بہت بڑا داغ اور بہت بڑا دھبہ ہے۔

مغرب کی سرشاری

مغرب میں اس وقت بڑی سرشاری (Euphoria) پائی جاتی ہے کہ ہمارا نظام ہی حق ہے۔ اس لئے کہ اس کے کچھ نکات واقعی قابل تعریف ہیں۔ ذاتی ملکیت' ذاتی جذبہ محرکہ' کھلی منڈی کی معیشت' طلب و رسد' ملازم رکھویا فارغ کردو یہ سب اصول درست ہیں لیکن ان کے ساتھ سرطان کا ناسور یعنی سود موجود ہے جس کی وجہ سے یہ سارا نظام استحصالی بن گیا ہے۔ امریکہ میں فلاح معاشرہ کا رفاہی (Welfare) نظام گھٹیا درجہ کا سمجھا جاتا ہے تاہم سکینڈے نیوین ممالک میں اس کا معیار بہت بلند ہے۔ اسلام اس کے مقابلے میں پورے اموال تجارت کا ڈھائی فیصد لیتا ہے اور یہ آمدنی یا بینک اکاؤنٹ کا نہیں جیسے کہ معاذ اللہ ہم نے اس کو بدنام کیا ہے۔ آپ کی معیشت کی جو بھی مالیت ہے' اس کا ڈھائی فی صد نکل آئے گا۔ اس ڈھائی فیصد کی بنیاد پر وہ معاشرتی رفاہی نظام وجود میں آتا ہے جس سے ایک ایک شخص کی بنیادی ضروریات کی کفالت ممکن ہے۔

قابل عمل فلاحی نظام

اسی سے وہ مسئلہ بھی حل ہوجائے گا جو "ملازم رکھ لو یا نکال دو" یعنی (Hire and Fire) کے بظاہر ظالمانہ نظام سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر سرمایہ دار کہہ دے کہ جاؤ چھٹی کرو تو مزدور کیا کرے گا؟ اس کی ساری خرابی اس وجہ سے ہے کہ مزدور کی پیٹھ پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں۔ بظاہر تو بات برابر کی ہے۔ آپ کام نہیں کرتے تو میں اپنا کارخانہ بند کردیتا ہوں' سب چلے جائیں۔ تمہاری مرضی ہے تو کام کرو اور میری مرضی ہو تو کارخانہ چلاؤں' لیکن حقیقت میں یہ بات انتہائی غیر مساوی ہے اس لئے کہ کارخانہ دار ایک سال بھی کارخانہ بند رکھے تو اس کے بچے کو فاقہ نہیں آتا لیکن مزدور کو چار دن کی مزدوری نہ ملے تو اس کے بچے فاقوں مرجائیں گے۔ تاہم اگر وہ فلاحی نظام موجود ہے جو زکوٰۃ کی بنیاد پر کھڑا ہوتا ہے تو جاؤ نام لکھوا دو کہ میرے پاس مزدوری نہیں' میری کفالت آپ کے ذمے ہے۔ ریاست آپ کی بنیادی ضروریات پوری کرے گی۔

فلاحی نظام (Welfare) برطانیہ میں شروع ہوا پھر وہ بہت بلند سطح پر سکینڈے نیوین ممالک میں قائم ہوا لیکن وہاں وہ اتنی بلند سطح پر چلا گیا کہ قائم رہنے والی بات نہیں رہا۔ وہاں بھی طبع انسانی کے خلاف ایک بات چل رہی ہے۔ اگر آپ فلاح عامہ کا نظام اتنا اونچا کردیں گے کہ ایک شخص کو نظر آنے لگے کہ میں کام کروں یا نہ کروں' میرا بچہ بھی وہیں پڑھے گا جہاں ایک ارب پتی کا بچہ پڑھتا ہے اور میرا اور میرے بچوں کا علاج بھی وہیں ہوگا جہاں ٹیکس ادا کرنے والوں کا ہوتا ہے تو

وہ ایک جوڑے کپڑے اور دو وقت کی روٹی سے زیادہ کے لئے محنت نہیں کرے گا چنانچہ وہ بھی چلنے والا نظام نہیں ۔ اس کے برعکس اسلام نے ایک طرف پوری ذمہ داری لی اور حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ اگر کوئی کتا بھی فرات کے کنارے بھوکا مرگیا تو قیامت کے دن عمرؓ ذمہ دار ہوگا' خلافت کے اس نظام کفالت کا نقشہ کھینچ دیتا ہے لیکن شارعؑ نے یہ بھی فرما دیا کہ صدقات "اوساخ الناس" ہیں یعنی یہ لوگوں کا میل کچیل ہیں ۔ تمہاری غیرت کے خلاف ہے کہ تم لوگوں کے میل کچیل پر گزارہ کرو ۔ محنت کرو' "الکاسبُ حَبیبُ اللّٰہ" محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔

حضورؐ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بھیڑیں بکریاں نہ چرائی ہوں اور میں نے خود قریش کی بھیڑیں بکریاں چند ٹکوں کے عوض چرائی ہیں۔ یہ محنت کی عظمت ہے۔ ایک سائل آتا ہے کہ مجھے کچھ صدقہ دلواد دیجئے ۔ آپؐ نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے ' کہا کہ کچھ بھی نہیں بس ایک چادر ہے جو اوڑھ لیتے ہیں تو فرمایا وہی لے آؤ۔ اس کی قیمت لگوائی اور کہا کچھ گھر والوں کے لئے کھانا لے جاؤ اور باقی سے کلہاڑی کا پھل منگوایا جس میں اپنے دست مبارک سے دستہ ڈال کردیا اور فرمایا کہ جاؤ جنگل میں سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور محنت کرو ۔ کچھ عرصے کے بعد وہ آیا تو خوشحال ہوچکا تھا ۔ خود داری اور محنت کی یہ تلقین بھی ہے لیکن فلاح عامہ کا نظام بھی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت راشدہ میں وہ وقت بھی آیا کہ لوگ زکوٰۃ دینے کے لئے پھرتے تھے اور قبول کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ خوشحالی میں اس وقت سب سے بڑا عنصر اگرچہ مال غنیمت تھا لیکن عزت نفس کی وجہ سے بھی لوگ اس کو قبول نہیں کرتے تھے۔

زکوٰۃ ٹیکس نہیں' عبادت ہے

اسلام کے معاشی نظام کا ایک انتہائی اہم ستون زکوٰۃ ہے ۔ اگر اس کو بتمام و کمال نافذ کیا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ اس سے اعلیٰ تو کوئی نظام ہے ہی نہیں۔ زکوٰۃ کے اعتبار سے اموال کی دو قسمیں ہیں ' اموال باطنہ اور اموال ظاہرہ ۔ اموال باطنہ گھر میں موجود روپے پیسے اور زیور وغیرہ پر مشتمل ہیں ۔ نظام خلافت میں سرکاری طور پر ان اموال کی زکوٰۃ جبرا نہیں لی جائے گی بلکہ یہ لوگوں کے اپنے ایمان اور تقویٰ پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ ان کی خود زکوٰۃ دیں ۔ یہ انفرادی زکوٰۃ ہے ' چاہے حکومت کو دے دیں چاہے اپنے طور پر کوئی مصرف نکال لیں۔ اسے بھی حکومت لینا چاہے تو پھر تلاشیاں لینا ہونگی ۔ سرکاری طور پر زکوٰۃ لی جائے گی اموال ظاہرہ پر ۔ گودام میں مال پڑا ہے یا دوکان میں جتنا بھی ہے ' اس پر ڈھائی فی صد زکوٰۃ دے دیجئے ۔ یہ ٹیکس نہیں ' عبادت ہے اور اس کی شرح بدلی بھی نہیں جاسکتی ۔ منکرین حدیث نے یہ غلط کہا ہے کہ اس کی شرح بدلی جاسکتی ہے۔ اس طرح تو یہ ٹیکس بن جائے گا' عبادت نہیں رہے گی جبکہ زکوٰۃ کی ادائیگی عبادات کا حصہ ہے۔ تاہم اگر آپ اس کو ایک متعین شرح کا ٹیکس بھی سمجھیں تو یہ اس قدر قدرتی ٹیکس ہے کہ اس میں آمدنی اور نفع نقصان کا حساب رکھنا بھی ضروری نہیں۔ یہ تو کل سرمائے پر اللہ کا حصہ نکال دینے کی بات ہے ۔ آپ نے پورے سال کچھ کمایا تب بھی دینا ہے اور اگر گنوایا تب بھی دینا ہے ۔ پچھلے سال اگر مال چھ لاکھ کا تھا ' ایک لاکھ کا نقصان ہوگیا اور پانچ لاکھ رہ گیا تو پانچ لاکھ پر دیجئے۔ جب تک یہ سات تولے سونے یا باون تولے چاندی سے اوپر ہے آپ کو یہ "ٹیکس" دینا پڑے گا۔

فلاح عامہ کی سکیمیں ہر سرمایہ دارانہ نظام کے ساتھ لازم ہیں ۔ یہ سرمایہ دارانہ نظام کا حصہ تو نہیں کیونکہ وہاں تو اصول یہ ہے کہ جو کماتا ہے وہ کھائے ' جو نہ کمائے وہ کیوں کھائے؟۔ لیکن خوف یہ ہوتا ہے کہ یہ بھوکے بھیڑیے ہمارا پیٹ پھاڑ دیں گے لہٰذا کچھ نہ کچھ ان کو بھی دے رکھو ۔ کچھ بے روزگاری یا فلاحی الاونس ہو تاکہ کہیں وہ معاملہ نہ ہوجائے کہ ع

توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب

تاہم اسلام میں زکوٰۃ عبادت ہے۔ سال کے آخر میں جو دن ادائیگی کا مقرر ہے اس دن کوئی لمبا چوڑا حساب نہیں ' سارے سرمائے پر دیکھئے کہ اس کا ڈھائی فی صد کتنا بنتا ہے ' وہ ادا کردیجئے۔

ملکیت زمین کا مسئلہ

رہی بات زمینداری کی تو اس میں بھی حضرت عمرؓ کا اجتہاد انتہائی اہم ہے۔ ماننا پڑتا ہے کہ خلافت راشدہ میں دور فاروقی اس کا ایک نمائندہ دور ہے ۔ حضورؐ کے زمانے میں ابھی وہ انقلابی عمل یعنی جہاد و قتال اور جدوجہد کا زمانہ جاری تھا جبکہ حضرت ابوبکرؓ کا دور صرف دو سال ہے جس میں انقلاب دشمن طاقتیں (Counter Revolutionary Forces) سرگرم رہیں ' مرتدین ' مانعین زکوٰۃ اور مدعیان نبوت سامنے آگئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کا کارنامہ ہے کہ ان تمام طاقتوں کو تباہ کر کے خلافت حضرت عمرؓ کے حوالے کی اور گویا اب یہ پھول پوری طرح کھلا ہے۔ اس کی ایک برکت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے قیامت تک کے لئے زمینداری کا سدباب کردیا ۔ علامہ اقبال نے کہا کہ امپیریلزم یعنی ملوکیت کے دور میں اسلام پر پردے پڑ گئے اور اسی زمانے کی سرمایہ داری اور جاگیرداری ہمارے ہاں بھی آگئی۔ ورنہ جو تیشہ حضرت عمرؓ نے جاگیرداری پر چلایا وہ عمل اور نظام اگر جاری رہتا تو دنیا میں پھر کبھی جاگیرداری نہ آتی ۔

حضرت عمرؓ نے اصول معین کردیا کہ مال فے کل کا کل مسلمانوں کی اجتماعی بہبود کے لئے ہوتا ہے اور بیت المال کو جائے گا ۔ جب ایران ' عراق ' شام اور مصر فتح ہوگئے تو مجاہدین نے کہا کہ یہ مال غنیمت شمار ہوگا اور مال غنیمت کا قانون سورۂ انفال میں آچکا ہے چنانچہ پانچواں حصہ بیت المال کو دے کر باقی چار حصے ہمارے مابین تقسیم کردیجئے ۔ وہ چند ہزار صحابہ تھے اور یہ اتنے بڑے بڑے ملک تقسیم ہوگئے ہوتے تو تاریخ انسانی کا سب سے بڑا جاگیردارانہ نظام وجود میں آجاتا لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان پر مال فے کا اطلاق ہوگا جس کا ذکر سورۃ الحشر میں آیا ہے ۔ یہ زمین مال فے میں شمار ہوں گی اور کل کی کل بیت المال کی ملکیت ہیں اس میں جو کاشتکار کام کریں گے وہ براہ راست بیت المال کو خراج دیں گے۔

عشر اور خراج

اگر کسی مسلمان کی زمین اس کی ذاتی ملکیت ہے تو اس پر عشر ہے جو بارانی زمین پر دسواں حصہ اور مصنوعی آبپاشی والی زمین پر پیداوار کا بیسواں حصہ مقرر ہے اور اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی ۔ البتہ خراج ٹیکس ہے جس میں کمی بیشی ہوسکتی ہے جیسے کہ جزیہ بھی ٹیکس ہے اور اس میں کمی بیشی ہوسکتی ہے ۔ عشری زمین صرف اس علاقے کی زمین ہے جہاں کے لوگ خود ایمان لے آئے ' انہیں فتح نہیں کیا گیا جیسے کہ مدینے کے لوگ تھے ۔ انہیں حضورؐ نے فتح نہیں کیا بلکہ مدینے والے خود حضورؐ کو لے کر آئے تھے چنانچہ انکی زمینیں

ملکیتی ہیں ۔ حضرت عمرؓ کا اجتہاد ہے جو تاقیام قیامت نافذ رہے گا کہ جو ملک اور علاقے کسی بھی وقت مسلمان بزور شمشیر فتح کریں ' وہ خراجی ہونگے ملکیتی نہیں ہونگے۔ ان پر جو بھی کام کرے گا اس کی حیثیت مزارع کی ہوگی لیکن کسی زمیندار کے مزارعے نہیں ' وہ حکومت کے مزارعے ہونگے اور بٹائی اور خراج سیدھا بیت المال میں جائے گا۔

یہ بڑا تاریخی اور انقلابی اجتہاد تھا لیکن بعد میں جب بادشاہت کا دور آیا اور حکمرانوں نے جاگیریں دینا شروع کردیں تو جاگیرداری اور سرمایہ داری آگئی ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلام کا عادلانہ نظام آئے تو حضرت عمرؓ کے اجتہاد پر عمل کرنا ہوگا ۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی جنہوں نے تفسیر مظہری لکھی ' بہت بڑے محدث اور فقیہ بیہقی وقت تھے۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی ''مالابد منہ'' یعنی فقہ کے بنیادی مسائل جو ہر مسلمان کو جاننے چاہئیں ۔ اس میں انہوں نے صاف لکھ دیا کہ ہندوستان کی تمام زمینیں خراجی ہیں لہٰذا عشر کے مسائل بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں ۔ یہ ملک تو بزور شمشیر فتح ہوا تھا ' یہاں کی ساری زمین خراجی ہے لہٰذا کسی کی ملکیت نہیں ۔ چاہے کسی بادشاہ نے یا کسی شہنشاہ نے ہی کیوں نہ دی ہو ' جیسے چوری کا مال چاہے آپ نے خریدا ہی ہو ' آپ کی ملکیت نہیں ۔ جب یہ زمینیں کسی کی ملکیت تھیں ہی نہیں تو کوئی دے بھی نہیں سکتا تھا ' جو دیا گیا غلط دیا گیا ۔ نیا بندوبست اراضی ہو اور ہر کاشتکار کے لئے یونٹ معین کئے جائیں تو پھر دیکھئے خوشحالی کا عالم ۔ خراج براہ راست بیت المال میں آنے سے اتنا سرمایہ جمع ہوجائے گا کہ آپ کسی امریکہ اور آئی ایم ایف کے محتاج نہیں رہیں گے ۔

ایک کاری ضرب کی ضرورت

یہ انقلابی اقدامات کرنا بڑی جدوجہد کا متقاضی ہے لیکن یہ باتیں لوگوں کے سامنے آنی تو چاہئیں کہ زکوٰۃ صرف بینک کے پیسے پر نہیں۔ اور زمینوں کا معاملہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے ۔ بدقسمتی سے سپریم کورٹ کے شریعت بینچ نے بھی فیصلہ دے دیا ہے کہ کسی کی جائز ملکیت سے ایک انچ بھی زمین چھینی نہیں جاسکتی ۔ اس کا حل یہ ہے کہ خود ملکیت کو ناجائز قرار دیا جائے ۔ اگر یہ زمینیں خراجی ہیں تو کسی کا قبضہ جائز نہیں ' چاہے آپ کوئی بھی دستاویز لے آئیں وہ ناقابل قبول ہے کیونکہ یہ تو مسلمانوں کے بیت المال کی ملکیت اور مسلمانوں کا وقف ہے اس ایک ضرب کاری (Master Stroke) سے سارے جاگیرداری نظام کو ختم کیا جاسکتا ہے لیکن ہمارے علماء نے اور مذہبی جماعتوں نے زمینداری کے حق میں کتابیں لکھ دیں کہ یہ زمینیں عشری ہیں ۔ جانتے تھے کہ زمیندار قابض ہے اور اگر وہی ہمارے راستے میں حائل ہوگا تو آگے کیسے بڑھیں گے ۔ اب جماعت اسلامی اور جمعیت علماء اسلام نے بھی طے کردیا ہے کہ اس حد سے زیادہ ملکیت زمین نہیں ہوگی لیکن سوال یہ ہے کہ آپ زائد زمین واپس کیسے لیں گے؟ زمیندار کے قبضے کو ختم کیسے کریں گے؟۔ حضرت عمرؓ کا اجتہاد ہی دراصل اس مسئلہ کا آخری بندوبست ہے۔

خلاصہ کلام

کیونزم اس لئے ناکام ہوا کہ اس نے انسان کے طبعی تقاضوں کا خیال نہ رکھا ' اسلام میں ان تقاضوں کا خیال رکھا گیا لیکن سرمایہ داری کی لعنت کو ختم کرنے کے لئے ایک چیز کو حرام کیا گیا اور وہ ہے سود۔ دوسری طرف جاگیرداری کی لعنت کو حضرت عمرؓ نے ایک اجتہاد سے ختم کردیا ۔ تیسری چیز فلاح عامہ ہے ۔ آزاد معیشت میں کوئی آگے چلا جائے گا ' کوئی پیچھے رہ جائے گا ۔ اس خلیج کو زیادہ بڑھنے نہ دیا جانا چاہیے چنانچہ فلاح عامہ کا مربوط نظام ہر شہری کی بنیادی ضروریات کی کفالت کرتا ہے جو زکوٰۃ پر قائم ہے ۔ اسی سے سارے مسائل حل ہوجائیں گے ۔ خلافت کے اقتصادی نظام کے یہی تین بنیادی اصول ہونگے جن کی کار فرمائی نسل انسانی کی سب سے بڑی خلافت ہوگی ۔

OO

بقیہ آئینی ترمیم

الحج آیت ۴۱) '' اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے ۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں''(سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴)۔

قرآن مجید کی رو سے شریعت اسلامی افضل ترین آئین و قانون ہے جس کے مقابلے میں اہل ایمان صرف اطاعت و عبدیت کا رویہ ہی اختیار کرسکتے ہیں۔ جن معاملات میں خدا اور رسولؐ اپنا فیصلہ دے چکے ہیں ' ان میں کوئی مسلمان خود آزادانہ فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں اور خدا اور رسولؐ کے فیصلے سے انحراف ایمان کی ضد ہے ۔ انتظامیہ کے اختیارات بھی لازما حدود اللہ سے محدود اور خدا اور رسولؐ کے قانون سے محصور ہوں گے جس سے تجاوز کرکے انتظامیہ نہ تو کوئی ایسی پالیسی اختیار کرسکتی ہے نہ کوئی ایسا حکم دے سکتی ہے جو معصیت کی تعریف میں آتا ہو کیونکہ اس آئینی دائرے سے باہر جاکر انتظامیہ کو اپنی اطاعت کے مطالبہ کا حق ہی نہیں پہنچتا۔ لہٰذا آئین پاکستان میں اس بات کا اہتمام ہونا چاہیے کہ تمام حکومتی ادارے خوہ وہ مقننہ ہو یا عدلیہ ' انتظامیہ ہو یا کوئی اور سرکاری ادارہ سب کو احکامات شریعہ کا پابند بنایا جائے۔ ریاستی اور مملکتی اختیارات کے استعمال کا مجاز ہر سرکاری ادارہ اور عامل اپنے تمام اختیارات کے استعمال اور احکامات و فرامین کے اجراء میں قرآن و سنت کے احکامات کا مکلف اور پابند ہو اور ہر ریاستی ' مملکتی اور سرکاری کارکردگی قرآن و سنت کی منشا سے مطابقت رکھتی ہو ۔

اس مقصد کے حصول کی غرض سے تمام سرکاری اور نیابتی عمال حکومت کو ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ قرآن و سنت کے احکامات کی حدود میں محصور رکھنے کا پابند کیا جائے ۔ صرف یہی ایک آئینی ترمیم اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ایک اسلامی مملکت کا تشخص عطا کردے گی ' شریعت اسلامی کا مکمل نفاذ ہوجائیگا اور پاکستان سرزمین اسلام بن جائیگی ۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲ میں اسلام کو پاکستان کا سرکاری دین اور ۲ الف میں قرار داد مقاصد کو آئین کے عملی اطلاق و نفاذ کا حصہ قرار دیا گیا ہے ۔ آئین میں مجوزہ ترمیم و اضافہ آئین کے آرٹیکل ۲ ب کے طور پر مندرجہ ذیل ترمیم کی صورت میں آئین پاکستان کا حصہ بنا دیا جائے:

احکامات

قرآن و سنت کو پاکستان میں افضل ترین اور بالا دست قانون و آئین کی حیثیت حاصل ہوگی ۔ مقننہ ' عدلیہ اور انتظامیہ سمیت تمام ریاستی ' ملکی اور انتظامی امور میں ہر سرکاری ادارے اور افسر مجاز کے لئے شریعت اسلامی کے اوامر و نواہی سے مطابقت پیدا کرنا لازمی ہوگا ۔

یہاں زیادہ گھناؤنا کردار یورپی ممالک نے ادا کیا

(عربی سے ترجمہ)

الجزائر کی صورت حال پر "حزب التحریر" کا سرکاری موقف

اسلامک سالویشن فرنٹ نے حال ہی میں الجزائر کے انتخابات میں جو واضح برتری حاصل کی، اس نے بعض عناصر کی صفوں میں کھلبلی مچا کر انہیں اضطراب آشنا کردیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فرنٹ کی اس واضح کامیابی نے الجزائر کی سیاسی قوتوں میں ایک بہت بڑی تبدیلی پیدا کی تھی۔ اس کامیابی سے انتخابات کے دوسرے مرحلے میں فرنٹ کو پارلیمینٹ میں واضح اکثریت ملنے کے امکانات روشن ہوگئے تھے جس کے ذریعے حکومت حاصل کر کے الجزائر کا دستور تبدیل کیا جاسکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فرنٹ کی کامیابی نے الجزائر کی حکومت اور لادینی عناصر کو ہلا کر رکھ دیا۔

اس کے ساتھ ساتھ مغربی حکومتیں اور بالخصوص فرانس کی حکومت بھی بے چین اور مضطرب دکھائی دے رہی تھی۔ ان کی پریشانی ان کے راہنماؤں کے بیانات اور ان کے ذرائع ابلاغ کے تبصروں سے واضح ہوجاتی تھی۔ ان عناصر نے سالویشن فرنٹ کی کامیابی کو انتقام کا نشانہ بنا لیا حالانکہ یہ کامیابی الجزائری عوام کے ووٹوں سے ہی حاصل ہوئی تھی جو اپنی رائے کے اظہار میں خود مختار ہیں۔ فرانس کی سربراہی میں مغربی حکومتوں نے الجزائر کی حکومت اور دیگر ملحد اور لادین عناصر کو اس بات پر انگیخت کرنا شروع کردیا تھا کہ وہ اسلامک فرنٹ کو حکومت سے باہر رکھنے کے لئے ہر ممکنہ حربہ آزمائیں تاکہ فرنٹ الجزائر کو اسلامی مملکت بنانے کا اعلان نہ کرسکے۔

اس کے مقابلہ میں امریکہ کی وزارت خارجہ کا رویہ مغربی ممالک سے مختلف نظر آتا ہے۔ اس نے اعلان کیا کہ الجزائری عوام کو اپنی مرضی سے حکومت منتخب کرنے کا حق حاصل ہے اور جمہوری روایات کے مطابق وہ جسے چاہیں ایوان اقتدار تک پہنچا سکتے ہیں۔ جبکہ مغربی حکومتوں نے بالعموم اور فرانس نے بالخصوص انتخابات کا دوسرا مرحلہ رکوانے کے لئے اپنی کوششیں تیز کردیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ پہلے مرحلہ کے انتخابات کے نتائج کو کالعدم قرار دے دیا جائے خواہ کسی غیر دستوری عمل کے ذریعہ سے ہی ایسا ممکن ہو اور چاہے اس کے لئے فوجی انقلاب ہی کیوں نہ لانا پڑے۔

بالفعل اس کے لئے لائحہ عمل تیار بھی کر لیا گیا۔ پہلے شاذلی بن جدید کا استعفیٰ آیا اور اس کی طرف سے پارلیمینٹ کو توڑنے کا اعلان ہوا پھر اس نے دستوری کونسل کے سربراہ کو عارضی طور پر حکومت کا سربراہ بننے سے روک دیا اور فوجی جرنیلوں پر مشتمل ایک اعلیٰ اختیاراتی کونسل کو حکومت سپرد کردی حالانکہ اس کی حیثیت ایک مشاورتی کونسل سے زیادہ نہیں تھی اور اسے یہ حق نہیں تھا کہ اقتدار پر قبضہ کر لے۔ نئے انتخابات منعقد کروانا بھی اس کے اختیارات میں شامل نہیں۔ یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ہوا۔

اس کونسل نے اقتدار پر تسلط کے بعد دوسرے مرحلہ کے انتخابات کو ملتوی کردیا جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اب دوسرے مرحلہ کے انتخابات اس وقت تک نہیں کروائے جائیں گے جب تک صورت حال ان کے حق میں نہیں ہوجاتی۔ ان کے اس اقدام سے پہلے مرحلہ کے انتخابات بھی کالعدم ہوگئے۔ کونسل ملک میں ایمرجنسی کا نفاذ اور سیاسی جماعتوں اور تنظیموں پر پابندی عائد کرنا چاہتی تھی تاکہ ملک پر فوج کا مکمل کنٹرول ہوسکے اور یہ مقاصد حاصل کئے جاچکے ہیں جس پر مغربی ممالک اور بالخصوص فرانس نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ قبل ازیں شاذلی بن جدید کے استعفیٰ پر مغربی حکام اور ذرائع ابلاغ نے سکھ کا سانس لیا تھا کیونکہ بالخصوص فرانس کی شروع سے ہی یہ کوشش رہی ہے کہ کوئی ایسا انقلاب لایا جائے جس سے اسلامک فرنٹ کی کامیابی ناممکن ہوجائے جسے فرانس اور دیگر مغربی حکومتیں اپنے لئے اور اپنے مفادات کے لئے خطرہ سمجھتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ الجزائر کی صورت حال کا پورے شمالی افریقہ پر اثر ہوسکتا ہے۔ الجزائر میں حکومت کی تبدیلی سے شمالی افریقہ میں ان کے مفادات خطرے میں پڑسکتے ہیں جس کا مطلب ہوگا کہ خود فرانس اور دیگر بعض مغربی ممالک کے اپنے اندرونی حالات بھی متاثر ہوسکتے ہیں۔

امریکہ کی خارجہ پالیسی مغربی ممالک سے اس سلسلہ میں مختلف نظر آتی ہے۔ امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان نے اپنے ایک بیان میں الجزائر کی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ "امریکہ الجزائر میں انتخابات کے التواء کو اضطراب کی نگاہ سے دیکھتا ہے" نیز "ہم نے اس سے قبل الجزائر میں جمہوری اقدامات کی ہمیشہ حمایت کی ہے"۔ اس سوال کے جواب میں کہ دوسرے مرحلہ کے انتخابات کیا دستور کے مطابق ملتوی ہوئے ہیں، امریکی ترجمان نے کہا تھا "میرا تاثر یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ امریکہ الجزائر کی اس صورت حال کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا"۔ امریکہ کی خارجہ پالیسی مغربی ممالک سے مختلف اس لئے ہے کہ امریکہ اور مغربی ممالک کے مابین شمالی افریقہ کے سلسلہ میں شروع سے ہی کشمکش رہی ہے۔ امریکہ شمالی

افریقہ بلکہ پورے افریقہ میں اپنا اثر رسوخ قائم کرنا اور یورپی ممالک کو الجزائر سے دور کرنا چاہتا ہے ۔ جس کی بناء پر امریکہ ہر اس اقدام کی تائید کرتا ہے جو مغربی ممالک کے اثر و رسوخ کو شمالی افریقہ میں کم کرے ۔ امریکہ وہاں اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا ہے جب کہ مغربی ممالک اسے اس کی اجازت نہیں دینا چاہتے۔

مغربی حکومتوں کا یہ معاندانہ موقف ان کے جمہوری دعووں کی قلعی کھولنے کے لئے کافی ہے ۔ الجزائر میں اسلامک فرنٹ کی کامیابی عوام کے ووٹوں سے ہی ہوئی تھی ۔ مغربی ممالک جو جمہوریت پر اظہار فخر کرتے ہیں اور خود کو اس کا بانی و محافظ قرار دیتے ہیں ' ان کا الجزائر کے سلسلہ میں موقف نہایت معاندانہ اور جانبدارانہ رہا جس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ وہ جمہوریت کو اس وقت تک ہی برداشت کرتے ہیں جب تک ان کے مفادات پر کوئی زد نہ آئے اور جوں ہی انہیں اپنے مفادات خطرے میں محسوس ہوتے ہیں جمہوریت کی ان کے ہاں کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی۔

مغربی حکومتیں صرف یہی چاہتی ہیں کہ مسلمان ان کی سیاست اور ثقافت کے تابع رہیں ۔ قرآن نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ "ولن ترضى عنك اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم" اور ان کے اس موقف سے تمام مسلمانوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ یہ تمام حکومتیں کافر حکومتیں ہیں اور سب کی سب مسلمانوں کی دشمن ہیں ۔ انہیں چاہیے کہ وہ ان حکومتوں کو اپنا معاون نہ بنائیں اور نہ ہی ان میں سے کسی حکومت سے مدد طلب کریں اس لئے کہ دشمن کبھی بھی دوست نہیں بن سکتا اور اس پر نصوص قرآنی شاہد ہیں۔

اے مسلمانو! الجزائر کے انتخابات میں اسلامک فرنٹ کو جو واضح کامیابی ہوئی تھی اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ الجزائر کے مسلمان اسلام کا نفاذ چاہتے ہیں اور کسی دوسرے نظام کو اس کا متبادل نہیں سمجھتے ۔ وہ اسلامی شریعت و تہذیب ہی کو اپنی تمام مشکلات و مسائل کا حل سمجھتے ہیں۔ الجزائر میں جو نتائج سامنے آئے تھے وہ صرف اسی سے خاص نہیں بلکہ تمام اسلامی ممالک کے عوام میں اسی طرح اسلام سے گہری محبت موجود ہے اور یہ بات امت مسلمہ کے لئے حوصلہ افزاء ہے ۔ گویا مسلمانوں کو مصر' ترکی' شام' پاکستان' عراق اور اردن وغیرہ میں اپنی رائے کے مکمل اظہار کا ظالم حکمرانوں کی طرف سے مداخلت کے بغیر' موقعہ دیا جائے تو ان کی بڑی اکثریت اسلامی نظام کو ہی اپنے لئے پسند کرے گی اور عرب اور دیگر اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو بھی اس حقیقت کا علم ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ممالک میں اسلامی و دینی جماعتوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں اور کسی ایسی کوشش کو کامیاب نہیں ہونے دیتے جو کفر و الحاد کے نظام کو ختم کر کے اسلام کے نفاذ کو ممکن بنا سکے۔

جہاں ہم الجزائر میں اسلامک فرنٹ کے ساتھ ہونے والے سلوک کی شدید مذمت کرتے ہیں ' اور جہاں اس بات پر اظہار بیزاری کرتے ہیں کہ مغربی کافر ممالک کی سازش کو کامیاب کرنے کے لئے اسلامک فرنٹ کو اقتدار سے دور رکھا گیا ' وہیں ہم فرنٹ کے راہنماؤں سے بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ مایوس اور پریشان ہو کر اپنی جدوجہد ختم نہیں کریں گے ۔ ان شاء اللہ ان کی بالادستی قائم ہو کر رہے گی ۔ ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ ان کے دلوں میں مغربی ممالک کے خلاف نفرت مزید بڑھے گی اور وہ پہلے سے زیادہ اسلام کو مضبوطی سے تھامیں گے ۔ ہم یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ فوج کے ساتھ تصادم سے گریز کریں گے۔ بلکہ فوج اور دیگر امن قائم کرنے والی قوتوں کی حمایت حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی اور حکمت و موعظت کے ساتھ انہیں اسلام کے خلاف سازش کرنے والوں کے خلاف اپنی جدوجہد میں شریک کیا جائے گا ۔ آخر تو وہ ان کے مسلمان بھائی ہیں!۔

ہم تمام مسلمانوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ جہاں بھی ہیں 'اسلام کے نفاذ کے لئے سرگرم عمل ہوجائیں اور خلافت کا نظام قائم کر کے اسلام کو اپنی زندگی ' حکومت اور معاشرے میں نافذ کریں ۔ ہم مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے لئے خلیفہ کا انتخاب کریں اور کتاب و سنت کے نفاذ کے لئے اس سے بیعت کا رشتہ استوار کریں○○۔

الجزائر میں اسلامی قوت کی ناکامی کا سبب' ڈاکٹر اسرار احمد کی نظر میں

(۳۱ر جنوری کے خطاب جمعہ سے ایک غیر مطبوعہ اقتباس)

الجزائر میں ایک دینی تحریک الیکشن کے راستے سے کامیابی کے دروازے تک پہنچ گئی۔ وہاں کے حالات اور ہمارے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہاں آزادی کے بعد سوشلزم کا نظام آگیا تھا' جاگیرداری کا وجود ہی نہیں رہا جبکہ ہمارے ملک میں سب سے بڑی رکاوٹ جاگیردار ہیں' الیکشن کے عمل میں انہی کو اکثریت حاصل ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں فرقہ وارانہ اختلافات ہیں۔ مذہب کے نام پر ووٹ مانگنے کو جماعت اسلامی اکیلی تو نہیں' جے یو پی بھی ہے اور جے یو آئی بھی ۔ یہ تمام جماعتیں مذہب کے نام پر ووٹ مانگتی ہیں چنانچہ مذہبی ووٹ تقسیم ہو جاتا ہے۔ بایں ہمہ الجزائر میں بھی یہ بات سامنے آگئی ہے کہ الیکشن کا عمل بھی روک دیا گیا۔ اب جھڑپیں ہو رہی ہیں' کچھ لوگوں نے جانیں بھی دی ہیں لیکن بڑے پیمانے پر فوج کے ساتھ ٹکراؤ لینا ممکن نہیں۔ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ وہاں کا دعوتی کام اس انداز کا نہیں ہوا تھا کہ فوج میں بھی نفوذ ہو چکا ہو۔ وہ دو ڈھائی کروڑ افراد کی آبادی کا ملک ہے۔ فوج بھی اسی میں سے ہے۔ کیا فوج کے جوان اور افسر اسی معاشرے میں سے نہیں آتے؟۔ اگر کوئی دعوت اصولی اعتبار سے اور علمی سطح پر کسی ملک میں واقعی نفوذ کرے تو کیسے ممکن ہے کہ فوج اس سے متاثر نہ ہو۔ یہ کوئی قابض فوج تو نہیں' قومی فوج ہے۔ میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر کہیں پاکستان میں ایسا مسئلہ ہو جائے تو فوج کا طرز عمل وہ نہیں ہو گا جو الجزائر میں ہمیں نظر آ رہا ہے اس لئے کہ ہماری فوج میں جہاں "ترقی پسند" لوگ ہیں وہاں تصوف کے حلقوں کے وابستگان بھی ہیں' تبلیغی جماعت میں بھی بہت سے افسروں کی آمدورفت ہے۔ پھر بہت سی چیزیں اخبار میں آتی ہیں' چھپتی ہیں' پریس میں آتی ہیں اور فوج ظاہر ہے کہ کسی آہنی پردے میں تو نہیں۔ اگر اللہ نے کیا کہ پاکستان میں ایسی کوئی صورت پیدا ہو جائے کہ کوئی انقلابی تحریک میدان میں آ کے اپنا آپ منوا لے تو میں نہیں سمجھتا کہ پاکستان کی فوج کی طرف سے ایسی کوئی مزاحمت ہو گی۔ تھوڑی بہت تو ہو گی' وہ تو بھٹو صاحب کے حکم سے بھی انہوں نے گولیاں چلائی تھیں لیکن یہ سلسلہ زیادہ دیر نہ چل سکا۔ بڑے پیمانے پر قتل عام نہیں ہو گا۔ پاکستان کی فوج کسی اسلامی تحریک کے ساتھ اس قسم کا معاملہ کبھی نہیں کرے گی جیسا الجزائر میں ہو رہا ہے۔

تربیت و تزکیہ

تیسرا سبق
نماز... رب العالمین سے ہم کلامی کا ذریعہ

قرآن مجید نے نماز قائم کرنے کے دو مقاصد کا ذکر کیا ہے۔ سورہ طٰہٰ میں اللہ جل شانہ کا فرمان ہے کہ "نماز کو قائم کرو میری یاد کے لئے" اور سورۃ العنکبوت میں فرمایا کہ "نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے"۔

ہم اگر اپنی نمازوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ بہت ہی کم ایسے افراد ہیں جنہیں اپنی نمازوں سے ہر دو مقاصد حاصل ہو رہے ہوں۔ ہماری اکثریت کا حال یہ ہے کہ نہ تو ہماری نمازیں ہمیں بے حیائی اور دیگر برے کاموں سے باز رکھتی ہیں اور نہ ہی نماز پڑھتے ہوئے ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم رب العالمین سے ہم کلام ہیں۔ اس کا ایک بڑا سبب ہمارا نماز میں پڑھے جانے والے کلمات کے مفہوم سے ناواقف ہونا ہے۔ ہم اکثر اوقات پوری پوری چار رکعتیں پڑھ جاتے ہیں لیکن اس دوران ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آتا کہ ہم محسوس کریں کہ ہم اپنے مالک و خالق سے ہم کلام ہیں۔ حالانکہ نماز کا اصل حاصل یہی ہے کہ انسان شعوری طور پر اپنے اوپر اپنے رب کے بے شمار احسانات اور نعمتوں کا احساس کرتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے اس کی حمد و ثناء کرے اور اپنی کمزوری اور عاجزی کے احساس لیکن پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ مخصوص مسنون دعائیں مانگے۔ چنانچہ یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم نماز میں پڑھے جانے والے تمام کلمات کو اچھی طرح سمجھتے ہوں۔ نماز چند انتہائی جامع و مانع کلمات پر مشتمل ہے جن کا ترجمہ تھوڑی سی محنت سے باآسانی یاد کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی بھی نماز کی کتاب سے مدد حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ ہفتہ خصوصیت کے ساتھ اس کمی کو پورا کرنے پر صرف کیجئے۔ اگر آپ نے یہ اہم کام اچھی طرح مکمل کر لیا تو آپ دیکھیں گے کہ ایک طرف آپ کے قلب میں اللہ کی معرفت کا نور پیدا ہو گا اور دوسری جانب آپ کی طبیعت میں بے حیائی اور برے کاموں سے نفرت پیدا ہونا شروع ہو جائے گی۔ آخر میں اس مضمون سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو فرمان مبارک ملاحظہ فرمائیں۔

جذبہ خیرخواہی

انسان دیگر مخلوقات سے جن خصوصیت کی بنا پر ممتاز ہے ان میں ایک بنیادی اور اہم صفت دوسرے انسانوں کے لئے جذبہ خیرخواہی ہے۔ تاریخ انسانی میں ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ ایک شخص نے اپنے بھائی کی بھلائی کے لئے اپنی جان تک کو قربان کر دیا۔ یہ ایسا پاکیزہ خوبصورت اور پیارا جذبہ ہے جسے ہمارے اندر پروان چڑھنا چاہئے۔ یہ جذبہ انسانی سیرت و کردار کا وہ زیور ہے جو کسی بھی معاشرے کو انتہائی خوبصورت بنا سکتا ہے۔ ہم اپنے جبلی تقاضوں اور بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے دیگر بھائیوں کی ضروریات کو بھی پیش نظر رکھیں اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں جن نعمتوں سے نوازا ہے ان سے حتی الامکان دوسرے بھائیوں کو بھی مستفید ہونے کا موقع دیں۔ اللہ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت صراط مستقیم کی طرف ہدایت ہے۔ اگر یہ نعمت آپ کو حاصل ہوئی ہے تو دوسروں کو بھی اس سے مستفید کیجئے۔ یہ ایسی نعمت ہے جس کو جتنا تقسیم کیا جائے اسی قدر اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ کسی شخص کے ساتھ خیرخواہی اور بھلائی کا ایک درجہ یہ ہو سکتا ہے کہ اگر وہ بھوکا ہے تو اسے کھانا کھلا دیا جائے۔ یا اگر اس کے پاس مناسب لباس نہیں تو اس کا انتظام کر دیا جائے۔ لیکن ایک وہ شخص ہے جو غفلت اور گمراہی کی زندگی بسر کر کے اپنے آپ کو جہنم کا مستحق بنا رہا ہے اس کے ساتھ سب سے بڑی بھلائی اور خیرخواہی یہ ہو گی کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی صراط مستقیم پر گامزن کر دیا جائے۔ اسی مناسبت سے دو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم یاد کر لیجئے:

خیر الناس من ینفع الناس

۱۔ لوگوں میں وہ انسان بہترین ہے جو دوسروں کے لئے باعث نفع ہو۔

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

۲۔ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بندہ اچھی طرح وضو کرے، پھر اللہ کے حضور کھڑے ہو کر پوری قلبی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے، تو جنت اس کے لئے ضرور واجب ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم)

۲) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ خطوط آپ کے

یتیم اور نادار روزانہ بھوک کی شدت سے نڈھال دکھائی دیتے ہیں - کتنے لوگ موجودہ زکوٰۃ کے نظام سے فیض یاب ہو رہے ہیں - قرضوں کے دینے والے بھی سیاسی بنیادوں پر قرضہ دیتے ہیں - سود کی سرمایہ کاری سر عام ہورہی ہے -رشوت خور غریبوں کا خون چوس رہے ہیں - ہم موجودہ نظام کو مسترد کرتے ہیں اور آپکو یقین دلاتے ہیں کہ یہاں نظام خلافت دوبارہ رائج کریں گے - اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی جانوں کی قربانیاں دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے - امن وامان کی صورت حال موجودہ دور میں مزید خراب ہوتی جائیگی -

آپ میر کاروان نظام خلافت بن کر ہماری سر پرستی اور قیادت فرمائیں - منزل ہمیں اپنی آغوش میں لینے کے لئے بیتاب ہے - کامیابی ہمارے قدم چومے گی - حضرت محدث دہلوی کی کتاب "فیوض الحرمین" سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے:

"ایک دفعہ مجھے روضۂ رسولؐ پر حاضری کا شرف نصیب ہوا - میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! موجودہ دور میں نظام حکومت کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کہ کسی عادلانہ نظام کے قائم کرنے سے پہلے سب سے اہم فریضہ یہ ہے کہ انقلاب پیدا کر کے موجودہ تمام جابرانہ نظام ہائے حکومت کو درہم برہم کر دیا جائے!"

جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب! اب ہمیں ایک انقلاب برپا کرنا ہوگا - سودی سرمایہ دارانہ نظام کو ختم کرنا ہوگا- مزدوروں‘عورتوں‘ کمزوروں اور محنت کشوں کے حقوق کی پاسبانی کرنا ہوگی - مغربی نظام تعلیم کو بدلنا ہوگا - ڈانس‘ڈنر اور ڈسکو سے نئی نسل کو نجات دلانا ہوگی -دھونس اور دھاندلی کے بتوں کو پاش پاش کرنا ہوگا - محبت‘پیار‘خلوص‘بھائی چارے اور اتحاد بین المسلمین کی مشعلوں کو روشن کرنا ہوگا -

جناب عالی! اپنے مقصد کے لئے ہنگامی بنیادوں پر عملی کارروائیاں کرنا پڑیں گی - کیونکہ نظام خلافت کے بغیر اسلامی مساوات کا تصور ایک دیوانے کا خواب ہے - ہمیں سادگی اپنانا ہوگی‘ ہمیں کفایت شعاری سے کام لینا ہوگا‘ ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنا ہوگا اور ہمیں حضور سرور کائناتؐ کے نقش قدم پر چلنا ہوگا-

آپ کا ادنیٰ کارکن
عبدالعزیز چشتی
چشتی ہاؤس شور کوٹ شہر ضلع جھنگ

بقیہ سبق نمبر۳

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا جو بندہ ایسی دو رکعت نماز پڑھے‘ جس میں اس کو غفلت بالکل نہ ہو‘ اللہ تعالیٰ اس نماز ہی کے صلہ میں اس کے سارے سابقہ گناہ معاف فرما دے گا-

(مسند احمد)

بقیہ پوٹھوہار

کے لئے کوئی تربیتی پروگرام ہونا چاہیے - دوسری طرف نظم کے مقامی ذمہ دار حضرات کو خود بھی اس ضرورت کا احساس تھا کہ معاونین تحریک خلافت کے لئے تربیتی پروگراموں کا انعقاد کیا جائے۔

چنانچہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے تنظیم اسلامی راولپنڈی نے ایک جز وقتی ہفت روزہ تربیت گاہ کا انتظام کیا جو ۸ر فروری تا ۱۳ر فروری دفتر تنظیم اسلامی راولپنڈی میں شام کے اوقات میں منعقد ہوئی-

تربیتی پروگرام کے بارے میں جہاں "ندائے خلافت" میں اعلان شائع کرایا گیا وہاں معاونین کو بذریعہ خط بھی مطلع کیا گیا- تربیت گاہ کا دورانیہ عصر تا عشاء رکھا گیا - جس میں عصر سے مغرب تک لیکچر اور بعد نماز مغرب تا عشاء مذاکرہ ہوتا تھا - اس کا نصاب "راہ نجات" "فرائض دینی کا جامع تصور" "منہج انقلاب نبویؐ" ‘ "تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر" ‘ "التزام جماعت اور نظام بیعت" اور نظام خلافت کے خدو خال کی وضاحت پر مشتمل تھا-

رفیق تنظیم جناب جاوید رفیق صاحب نے ایک ‘ جناب شمس الحق اعوان صاحب ناظم حلقہ شمالی پنجاب نے دو اور راقم نے تین عنوانات پر لیکچرز دئے - مذاکرے میں معاونین کی آسانی کے لئے چارٹوں اور نقشوں سے بھی مدد لی گئی جس سے بات نکھر کر سامنے آگئی - معاونین نے اس انداز تدریس کو بہت سراہا-

تربیت گاہ میں روزانہ اوسطا دس رفقاء و معاونین نے شرکت کی البتہ جو معاونین باقاعدگی سے شریک رہے ‘ ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) جناب محمد جاوید صاحب
(۲) جناب مسعود الحق امجد صاحب
(۳) جناب غلام جیلانی ملک صاحب
(۴) جناب عبدالعزیز خان صاحب
(۵) جناب الطاف حسین صاحب اور
(۶) جناب محمد قدیر عباسی صاحب

تربیت گاہ کے شرکاء کو جو فکری غذا ملی اس کا اثر انکی انفرادی زندگی پر لازما پڑا ہوگا تاہم اس کا نقد حاصل دو شرکائے تربیت ‘ غلام جیلانی ملک صاحب اور محمد عاقل صاحب کا بیعت کا قلادہ گلے میں ڈال کر تنظیم اسلامی کی رفاقت اختیار کرنا ہے۔

اب وہ سرگرمی سے ہمارا ہاتھ بٹا رہے ہیں- دوسرے معاونین اور رفقاء بھی فعال ہوگئے ہیں جس کا مطلب ہے کہ یہ تربیت گاہ اپنے نتائج کے اعتبار سے نہایت حوصلہ افزاء رہی- اس سے مزید تربیت گاہوں کے انعقاد کی ضرورت بھی اجاگر ہوتی ہے جن کے ذریعے ایسے افراد تیار کئے جاسکیں جو باطل نظام کی فصیل سے ٹکرا کر اسے پاش پاش کرنے کا عزم و حوصلہ رکھتے ہوں-○○

بقیہ احوال وطن

ٹیپ کے بند کے طور پر استعمال ہونے لگا ہے تو یہ بلا سبب نہیں- بنیاد پرستی اور امتناع سود کے علاوہ بہت سے "دیگر" معاملات میں امریکہ کے اطمینان کا حصول اب بنیادی تبدیلیوں کا متقاضی ہے جن کی راہ ہموار کرنے کے لئے آٹھویں ترمیم کی منسوخی ضروری ہوگئی ہے اور اس میں مستور اپنا ایک خاص "استحقاق" صدر غلام اسحٰق خان آسانی سے چھوڑنے والے نہیں- وہ روائتی ضدی پٹھان تو اب نہیں رہ گئے ہوں گے لیکن ظاہر ہے کہ طویل عرصہ بڑے بڑے فیصلوں میں کار فرما رہنے والی شخصیت عضو معطل بن کر رہنا قبول کرے تو کس دل سے کرے- کیا عجب بی بی کو بابا کے مقابلے میں اقتدار کی مثلث کے دونوں زیریں زاویوں کی در پردہ حمایت میسر ہو اور اس مقدمے کا اب جلد ہی فیصلہ ہوجانے والا ہو جس کا عنوان بی بی بنام بابا ہے!-

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی

آج کا سب سے ضروری مسئلہ

ہم اگر چاہیں کہ پاکستان ہو خوشحال و شاد
پھر بجائے "ذات" کے لازم ہے "ملت" کا مفاد
ارض پاکستان کی بنیاد جب اسلام ہے!
یہ حقیقت کیوں نہیں پھر اہل پاکستاں کو یاد
آج جو کچھ ہورہا ہے مسلکوں کے نام پر
کیا یہی ہے دین کا مفہوم اور اس سے مراد
سوچیے تو کس قدر افسوس کی یہ بات ہے
آج بھی ہے "دین ملا فی سبیل اللہ فساد"
ہر کوئی پہنا رہا ہے دین کو معنی نیا!
جس کا جو جی چاہتا ہے کررہا ہے اجتہاد
مسلکوں کا اختلاف اور تنگ نظری کب تلک
دین سے بیزار ہوجائے نہ موجودہ نژاد
اپنے دیں کو چھوڑ کر ہم لوگ بھی مٹ جائیں گے
جس طرح سے مٹ گئی قوم ثمود اور قوم عاد
آج کے اہل سیاست میں بھی کم ہیں درد مند
اکثریت ان میں دیکھی کم سواد و کج نہاد
مختلف جھگڑوں میں وہ الجھا رہے ہیں قوم کو
اس پہ بھی وہ چاہتے ہیں قوم کی جانب سے داد
ہر زمانے میں ہیں وجہ انتشار و افتراق
نفرتوں کی آندھیاں اور تفرقوں کے گرد باد
ہم میں آج اس بات کا احساس کیوں باقی نہیں
زہر قاتل ہے ہمارے واسطے بغض و عناد
کوئی دینی راہبر ہو یا سیاسی رہنماء
اتحاد قوم سے غافل ہے تو کیوں "زندہ باد"
آج اہل قوم اگر آپس میں رزم آرا رہے
کل کریں گے کیسے اپنے دشمنوں سے وہ جہاد
آج جو کچھ بھی ہے آپس میں دلوں کا اختلاف
اس کا جلد از جلد لازم ہے مکمل انسداد
اہل پاکستان کو معلوم ہونا چاہیے
آج کا سب سے ضروری مسئلہ ہے اتحاد!

خالد بزمی

خطوط آپ کے....

میں تحریک خلافت کا ادنیٰ سا معاون ہوں ـ ڈاکٹر صاحب کے خیالات اور پروگرام سے متاثر ہوں ـ "ندائے خلافت" کے تین پرچے مل گئے ہیں۔ میں نے سالانہ خریدار بننے کے لئے آپ کو کوپن روانہ کردیا ہے جو امید ہے آپ کو مل گیا ہو گا۔

آپ نے اپنے ۱۰ر فروری کے شمارے میں "معاونین تحریک خلافت" کے نام چند مشورے دیئے ہیں ' اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر پورا اترنے کی ہمت دے آمین۔ اور یہ خط اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے ـ میں یونائیٹڈ بینک لیمیٹڈ میں ایک معمولی افسر ہوں ـ دینی قوتوں اور خیر کا ساتھ دینے کا جذبہ دل میں موجود ہے ـ پاکستان میں دینی جماعتوں کے حشر اور علماء کرام کی نا اتفاقی پر دل ہر وقت کڑتا رہتا ہے ------- صاحب نے جب اپنی سیاسی جماعت بنانے کا اعلان کیا تو میں نے نیک نیتی اور خلوص کے جذبے کے ساتھ ان کو خط لکھا تھا مگر افسوس ان کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوسکا ـ اس کی نقل ارسال کررہا ہوں جس سے آپ کو میرے جذبات کا اندازہ ہوگا ـ ان سے عرض کیا تھا کہ براہ کرم کسی خوش فہمی میں نہ رہیں ـ قومی اسمبلی کی دو چار سیٹیں ملنے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا ـ اکٹھے ہو کر انقلاب برپا کریں ـ اسلام آپ سے جان اور مال مانگتا ہے' دوٹوں سے نظام بدلنے کی کیا حکومت بدلنے کی امید بھی کم ہے۔

ابو طلحہ
ملتان

موجودہ نظام حکومت اور طرز حکومت اسلام سے قطعاً ہم آہنگ نہیں ـ وہ نظام خلافت ہی تھا جس کے سائے میں اسلام پھلتا پھولتا رہا اور عوام سکھ اور چین کی زندگی بسر کرتے رہے ـ خلیفۂ وقت حضرت عمرؓ پر خوف خدا طاری تھا ـ وہ دجلہ و فرات کے کنارے ایک کتے کے بھوکے مرجانے پر بھی خوفزدہ رہتے تھے ـ انہیں یقین تھا کہ اس ادنیٰ جانور کی ہلاکت بھی انہیں مجرم بنادے گی ـ
لیکن آج کے دور میں کتنے لوگ رات کو ہنستے بستے شہروں میں بھوکے سو جاتے ہیں ـ کتنی بیوائیں بھوک اور پیاس کا سامنا کرتی ہیں ـ کتنے

باقی صفحہ ۱۸ پر

WEEKLY "NIDA-E-KHILAFAT" LAHORE
36 -K,Model Town Lahore- 54700 Regd:No L. 9184

اپنی پوری افادیت اور تاثیر کے ساتھ نزلہ، زکام اور کھانسی کی مفید دوا

سُعالین

۲۵۰ قُرص کی اسٹینڈرڈ پیکنگ کے علاوہ پچاس ٹکیوں کا
کارآمد خوشنما گلاس پیک بھی دستیاب ہے۔

موسمِ سرما کی آمد۔ نزلہ، زکام اور کھانسی کا دور دورہ۔

سُعالین کا گلاس پیک آج ہی خرید لیجیے
تاکہ گھر کے ہر فرد کو بوقتِ ضرورت سُعالین دستیاب رہے۔

نباتاتی سُعالین ۔ "کھانسی ٹکیاں"۔ بچاؤ بھی اور علاج بھی۔

آوازِ اخلاق
قناعت: اخلاقی اور ملی ضرورت ہے۔

Adarts-SUA-1'90-R